

ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
شمارہ 10۔ جلد 13
رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ جولائی 2013ء
رمضان المبارک
روحانیت کا موسم بہار
بیس رکعت تراویح کا ثبوت
رمضان اور قرآن کی شفاعت
رمضان اور پاکستان
فضائل و مسائل رمضان
اسلام میں بیوی کے حقوق
اور اس کی اہمیت
مسائل دینیہ
دور حاضر کے مسائل کا قرآن و حدیث
کی روشنی میں مدلل حل
موسیقی بے پردگی اور بے حیائی
کا طوفان بدتمیزی
(اداریہ)

نعت شریف

نور خدا تمہیں ہو تو شان خدا تمہیں ہو
حق بھی تمہیں ہو اور شہا حق نما تمہیں
دنیا تمہارے نور سے، موجود تم سے ہے
اصل بنا تمہیں ہو تو وجہ بقا تمہیں
انسانیت کی ناؤ تھی نذر حوادثات
اس کو بچانے آئے ہو اے ناخدا تمہیں
مشکل ترین دل کی طہارت کا مسئلہ
آسان ترین کرتے ہو جان صفا تمہیں
مجھ ایسے بینوا کہ کوئی پوچھتا نہیں!
مجھ ایسے بینواؤں کا ہو آسرا تمہیں
کیا شے ہے جو تمہارے سوا مدعا بنے
میری مراد اور مرا مدعا تمہیں
تم جان دین بھی ہو تو سامان دید بھی
مجھ کو بھی دیجئے گا بنا آئینہ تمہیں
میں تم سے مانگ کر ہوں خدا ہی سے مانگتا
اللہ ذوالجلال کا ہو آئینہ تمہیں
میں تم سے مانگ کر ہی خداسے ہوں مانگتا
یعنی خدا کی دین کا ہو راستہ تمہیں
آقا میں چاہتا ہوں کہ تم سے وفا کروں
لیکن حضور دو گے یہ مہر و وفا تمہیں
در پہ تمہارے بھیجا ہے آسیؔ کو شیخ نے!!
یہ ہے مریض اور ہو بحر شفا تمہیں

......﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

موسیقی، بے پردگی اور بے حیائی کا طوفانِ بدتمیزی

سعید آسوی کے قلم سے

آج ملک وملت کے خیرخواہ اس بات سے نہایت مغموم وآزردہ ہیں کہ بے حیائی وفحاشی کے عفریت نے پوری ملتِ اسلامیہ کو اپنے شکنجے میں بری طرح سے جکڑ لیا ہے۔ آج کا مسلمان نوجوان عیش وعشرت کا دلدادہ اور نفسانی خواہشات کی تکمیل میں سرگرداں ہوتا جا رہا ہے۔ نماز کی جگہ ٹی وی کمپیوٹر، روزہ کی جگہ بسیار خوری، تلاوت ودرود خوانی کی جگہ فحش گانوں اور کیبل جب کہ بامقصد تفریحی کھیلوں (نیزہ بازی، شمشیر زنی، گھڑ دوڑ وغیرہ) کی جگہ ڈش اور انٹرنیٹ کے حیا سوز پروگراموں نے لے لی ہے۔ رہی سہی کسر موبائل فونز کے ایس ایم ایس اور کال پیکجز نے پوری کر دی ہے۔ آج کا نوجوان اپنے دین سے غافل اور اپنے اسلاف کی روایات وتہذیب سے بے خبر میڈیا کے مخرب اخلاق نظاروں پر مسحور ہے۔ گھر سے نکل کر بازار جانے یا کسی پبلک ٹرانسپورٹ پر سفر کرنے یا پھر کسی بھی راستے پر پیدل چلنے کا 'شغل' فرما کر دیکھ لیں، بے ہنگم موسیقی کا طوفان بدتمیزی آپ کی سماعتوں کو ہلا کر رکھ دے گا۔ سائیکل پر ایک قلفی بیچنے والے سے لے کر پراڈو اور مرسیڈیز پر سفر کرنے والے تک سب 'طاؤس ورباب' کے عشق میں گرفتار و بیمار نظر آئیں گے (البتہ سپیکر پر نعت وتقریر کی آواز پر پابندی ہے کہ لوگ 'ڈسٹرب' ہوتے ہیں اور 'نقص امن وامان' کا خطرہ ہے) کیا یہ اسلامی معاشرہ ہے؟ کیا ہم نے اسلام سے نعوذ باللہ بغاوت کا اعلان کر دیا ہے؟ کیا خوفِ الٰہی اور حیائے مصطفوی سے ہم اتنے بیگانہ ہو گئے ہیں؟ قرآن پاک کا دوٹوک فیصلہ سن لو!

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ٥ وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ٥ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ہِیَ الْمَاْوٰی ٥ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی ٥ فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی ٥ (سورۃ النازعات۔ رکوع ۲۔ آیات ۳۷ تا ۴۱)

ترجمہ: تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، تو بیشک جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور (اپنے) نفس کو خواہش سے روکا تو بیشک جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

یہ بھی سن لیں:

اَفَاَمِنَ اَہْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَہُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّہُمْ نَآئِمُوْنَ ٥ اَوَ اَمِنَ اَہْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَہُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَّہُمْ یَلْعَبُوْنَ ٥ (سورۃ الاعراف۔ رکوع ۲۔ آیات ۹۷، ۹۸)

ترجمہ: کیا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب وہ سوتے ہوں۔ یا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں۔

اے قوم ترا حال میں کیا دیکھ رہا ہوں — جو کل تھا کچھ آج اس سے برا دیکھ رہا ہوں
ملت کے جوان نغموں کی سرتال میں گم ہیں — محبوب کی رفتار و خد و خال میں گم ہیں
فیشن کے زن و مرد پرستار ہیں دونوں — شیطان کے پنجے میں گرفتار ہیں دونوں
اپوا کی نمائش کہیں اور ہیں کہیں میلے — لے ڈوبیں گے اک روز تمہیں ایسے جھمیلے (اقبال)

نئی نسل جب ایسی اخلاق سوز سرگرمیوں میں ملوث ہوتی ہے تو پھر اپنے ذہنی انتشار سے مجبور ہو کر وہ کیسی گھناؤنی حرکات میں ملوث ہوتی ہے، اس کی جھلک روزنامہ 'نوائے وقت' کی ۹ جون ۱۹۹۶ء کی ان دو رپورٹس میں ملاحظہ کیجئے:

انسانی حقوق کونسل پاکستان کے سابق صدر اور رکن قومی اسمبلی ممتاز تارڑ نے راولپنڈی پریس کلب میں ۱۹۹۵ء کے حوالے سے رپورٹ پیش کی کہ صرف اس ایک سال میں بارہ ہزار خواتین جبری آبروریزی کا نشانہ بنیں۔ تھانوں میں بتیس خواتین کی بے حرمتی کی گئی اور ہمارے ہاں اخلاقی اقدار کی اس پامالی کا باعث ٹی وی اور ڈش کے پروگرامز اور پھر بلیو فلموں کی بھرمار ہے۔

یونہی فرید احمد پراچہ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں انہوں نے لکھا کہ "ڈش انٹینا نے گویا دنیا کی غلاظت لا کر گھروں میں پھینک دیا ہے۔ وی سی آر (آج کل سی ڈیز) اور گلی گلی ویڈیو شاپس کے ذریعہ پھیلنے والا زہر اس کے علاوہ ہے"۔ ایک جگہ پراچہ صاحب لکھتے ہیں:

"ٹی وی سے ہر وقت موسیقی کے پروگراموں کی بھرمار، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط مجالس غرضیکہ اب ٹی وی تفریح نہیں بلکہ عذاب بن چکا ہے۔ ٹی وی پروگراموں میں موسیقی، پاپ میوزک، ناچ رنگ کی مجالس اور رقص و سرود کے ذریعے معاشرہ پر پڑنے والے اثرات تو واضح ہیں، مسلم معاشرہ کے بارے میں یہ ایک پرانی سازش ہے جو علامہ اقبال نے اپنی نظم 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' میں واضح کی ہے:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا — روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

نیز پراچہ صاحب لکھتے ہیں:

"ناچ گانے کے علاوہ ٹیلی ویژن کے دیگر پروگرامز بھی انتہائی منفی اثرات رکھتے ہیں۔ تشدد اور جرائم پر مبنی ڈرامے اور فلمیں جرائم کی تربیت گاہیں ثابت ہوئی ہیں"۔

المختصر! ہمارے معاشرے میں جو اخلاقی بگاڑ پیدا ہوا ہے اس کے بڑے اسباب تین ہیں۔ (۱) گانا۔ (۲) اختلاطِ مرد و زن۔ (۳) بے پردگی و عریانی۔

<u>گانوں کی تباہ کاریاں:</u> گانے باجے گناہوں پر اُکساتے ہیں، شہوت بھڑکاتے اور انسان کو بے غیرت بناتے ہیں۔ اور سب سے بڑا نقصان کہ اللہ اور اس کے حبیب جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ناراضی ملتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ق وَّيَتَّخِذَ هَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ o (سورۃ لقمن۔ پ ۲۱۔ آیت ۶)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں (لهو الحديث) خریدتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی راہ سے بہکائیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنا لیں، ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود، حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس، حضرت سیدنا امام حسن بصری، حضرت سیدنا سعید بن جبیر، حضرت سیدنا عکرمہ، حضرت سیدنا مجاہد، حضرت سیدنا مکحول وغیرھم ائمہ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین نے اس آیتِ کریمہ میں "**لھو الحدیث**" کی تفسیر موسیقی اور گانا کے ساتھ فرمائی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۱۰۔ ص ۱۰۹)

اس آیتِ کریمہ میں مطابق گانے اور موسیقی کے دلدادہ کو ذلت کے عذاب کی خبر دی گئی ہے۔

☆......ایک اور جگہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ (پارہ نمبر ۱۵۔ سورۃ اسرائیل۔ آیت ۶۴)

ترجمہ: اور بہکا دے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں "اس (شیطان) کی آواز سے مراد گانا اور لہو ولعب ہے"۔

تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح البیان، تفسیر تبیان القرآن اور تفسیر جلالین میں بھی کم وبیش ایسا ہی کہا گیا ہے۔

☆......رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"گانا اور لھو دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتے ہیں جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔ قسم ہے اس ذاتِ مقدسہ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، بے شک قرآن اور ذکر اللہ ضرور دل میں اس طرح ایمان اگاتے ہیں جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔" (دیلمی شریف)

☆......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"جو گانے والی کے پاس بیٹھے، کان لگا کر دھیان سے اس سے سنے تو اللہ بروزِ قیامت اس کے کانوں میں سیسہ انڈیلے گا" (مقدمہ کف الرِعاع)

☆......حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"گانا دل کو خراب اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہے" (تفسیرات احمدیہ)

☆......سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے ساتھ ایک راستے میں تھا کہ آپ نے باجے کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں ڈال لیں اور اس راستے سے دوسری طرف ہٹ گئے۔ پھر دور جانے کے بعد فرمایا، اے نافع! کیا تم سن رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، نہیں۔ تب آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے ہٹائیں اور فرمایا 'میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بانسری کی آواز سنی تو اسی طرح کیا جو میں نے کیا۔' (مشکوٰۃ۔ مسند احمد۔ ابوداؤد)

☆......حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "مجھے ڈھول اور بانسری توڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔" (دیلمی شریف)

☆......حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے: "سب سے پہلے شیطان نے نوحہ کیا اور گانا گایا" (تفسیراتِ احمدیہ)

ملاحظہ کیجئے، اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ فصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تو میوزک اور گانے کو حد درجے ناپسند کیا ہے۔ آلات موسیقی کو توڑنے اور گانے کو شیطانی کام قرار دیا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی کا دم بھرنے والے مسلمان ڈھول باجے کو حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں۔ بغیر ڈھولوں اور ناچ گانے کے ان کی شادیاں 'جائز' نہیں ہوتیں۔ گلی گلی میوزک سنٹر کھلے ہیں بلکہ اپنے گھر ہی میوزک سنٹر بنے ہیں۔ میوزک شوز رات کو ٹی وی پر لگنا ہو تو صبح سے ہی اسے دیکھنے کا پروگرام تیار ہوتا ہے۔ کون سی دکان اور کون سا ہوٹل ایسا

ہے جہاں اس کا اہتمام نہیں ہوتا؟ کیا ہم اسلام کے نام لیوا ہیں؟

یَا اَھْلَ لَذَّةِ لَھْوٍ لَا تَدُوْمُ لَھُمْ — اِنَّ الْمَنَایَا تَبِیْدُ اللَّھْوَ وَاللَّعِبَا

کَمْ مَنْ رَاَیْنَاہُ مَسْرُوْرًا بِلَذَّتِہٖ — اَمْسیٰ فَرِیْدًا مِّنَ الْاَھْلِیْنَ مُغْتَرِبًا

ترجمہ: اے ناپائیدار ناچ رنگ کی لذتوں میں مُنہمک ہونے والو! موت تمام کھیل کود کو ختم کر دیتی ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہم نے دیکھے جو مسرّتوں اور لذتوں میں غافل تھے، موت نے انہیں اپنے اہل وعیال سے جدا کر دیا" (شرح الصدور از علامہ سیوطی علیہ الرحمہ)

اختلاط مرد و زن: مسلم معاشرے کی زوال پذیری میں جو اسباب نمایاں نظر آتے ہیں، ان میں سے ایک مرد و زن کا اختلاط بھی ہے اور ایسا مغربی معاشرے کی اندھی تقلید کی وجہ سے ہے۔ جنگِ عظیم اوّل و دوم میں جب کروڑوں مرد قتل ہو گئے تو مغربی سرمایہ داروں نے سوچا کہ مردوں کی کمی کے پیشِ نظر عورت کو صنعت وحرفت میں بطور ملازم استعمال کیا جائے۔ چنانچہ مغربی لوگوں نے عورت میں "مردوں کی برابری" اور "حقوقِ نسواں" کا نعرہ لگا کر گھر کے مقدّس ومحفوظ حصار سے نکالا اور تمام شعبہ ہائے زندگی مثلاً شعبہ تعلیم، شعبہ صحت، شعبہ پولیس، شعبہ فوج، شعبہ طب اور دیگر سرکاری وغیر سرکاری شعبہ جات میں مردوں کے ساتھ لا کھڑا کیا۔ چنانچہ اب عورت غیر محفوظ اور بے سکونی کا شکار ہے۔ کس کس طرح نامساعد حالات کا اسے سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ افسوس ہے اسلامی معاشرے پر، جس نے مغرب کی پیروی میں اپنی دینی اور تہذیبی روایات کی بھی پاسداری نہیں کی۔ ہمیں بتائیں کہ ایک ایسے ماحول میں جہاں ہر گھر (الا ماشاءاللہ) سینما گھر بنا ہوا ہو، سرِعام عریاں اشتہار لگے رہتے ہوں، اخبارات کے صفحے گندے اشتہاروں اور تصویروں سے بھرے رہتے ہوں، ہاتھوں میں ہر طرح کی برائی پر مشتمل موبائل فون ہو، کانوں میں ہر طرف سے فحش فلمی گانوں کی آوازیں آتی ہوں، بازاروں میں بے پردہ اور نیم عریاں لباسوں میں ملبوس خواتین گھومتی دکھائی دیتی ہوں، (تو ایسے ماحول میں) سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دفاتر میں مخلوط ماحول پیدا کر کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں سے اخلاق، ضبطِ نفس اور پاکیزگی کی توقع رکھنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ عین عالم شباب میں مرد وزن کو ساتھ ملنے جلنے کے مواقع دے کر یہ امید رکھنا کہ وہ اخلاقیات اور اسلامیات کے اسباق یاد رکھیں گے، پرلے درجے کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ مان لیجئے کہ مخلوط اور جذبات کو بھڑکانے والے ماحول میں نوجوانوں کی باہمی جنسی کشش کو حدود میں رکھنے کا پھر کوئی امکان نہیں رہتا۔ چنانچہ عصمت دری، گینگ ریپ اور اغوا جیسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ بالخصوص ہمارے تعلیمی اداروں میں فروغ پاتا مخلوط طرزِ تعلیم اور پھر سالانہ و دیگر تقریبات میں 'کلچر' کے نام پر ناچ گانے کے پروگرام، فیشن شوز اور دیگر خرافات نے اسلامی معاشرے کو جڑ سے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ المیہ نہیں تو اور کیا ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا:

لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھُمَا الشَّیْطَانُ (مشکوۃ۔ترمذی)

ترجمہ: کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو ان دونوں میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاں مرد وزن اکٹھے ہوتے ہیں وہاں شیطان خوب اپنے کھیل کھیلتا ہے۔

یہاں نامور صحافی غلام اکبر صاحب کے مضمون 'خیر وشر اور حدود و قیود' سے ان کے زمانہ طالبِ علمی کا ایک واقعہ پیش کر کے دعوتِ غور وفکر دی جاتی ہے:

"میں سندھ یونیورسٹی میں انگریزی ادب میں آنرز کر رہا تھا۔ ہماری کلاس میں بیس کے قریب لڑکے اور تقریباً سات آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ایک مرتبہ کلاس نے پکنک کا پروگرام بنایا تو میں نے یہ موقف اختیار کیا کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو الگ الگ منانی چاہئے۔ مجھے زیادہ ہمنوائی حاصل نہ ہو سکی لیکن معاملہ ہمارے استاد پروفیسر جمیل واسطی صاحب کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے لیکچر دیتے وقت اچانک میری

طرف دیکھا اور کہا' تمہاری جیب میں چونّی ہوگی غلام اکبر؟' ۔'چونّی' میں چونک پڑا، 'جی ہاں'۔ واسطی صاحب بولے،' جا کر دروازے کے باہر رکھ آؤ'۔ میں جانے لگا تو انہوں نے فوراً کہا' سمجھو کہ تم نے چونّی باہر رکھ دی ہے'۔ قدرے توقف کے بعد وہ ایک لڑکی طرف دیکھ کر بولے، 'جب کلاس ختم ہوگی اور ہم باہر نکلیں گے تو کیا چونی وہاں موجود ہوگی؟' وہ لڑکی مشترکہ پکنک کی روحِ رواں تھی۔ فوراً بول اٹھی، 'ہوسکتا ہے کسی کی نظر پڑے تو وہ اسے اٹھالے'۔ اس بات پر واسطی صاحب بڑے عجیب انداز میں مسکرا کر بولے،'' جو لوگ ایک چونی کے معاملے میں بے ایمان ہوسکتے ہیں میری بیٹیو اور بیٹو! وہ لوگ لڑکی کے معاملے میں کیسے ایماندار اور قابلِ اعتبار سمجھے جاسکتے ہیں؟ جب کہ چونی بیچاری لپ سٹک بھی نہیں لگاتی''۔

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر   لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم   کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ   (اقبال)

<u>بے پردگی اور عریانی و فحاشی:</u> آدم وحوا علیہا السلام کی اولاد کی فطرت کو ان کے خالق سے بہتر کون جان سکتا ہے۔؟ ہم کو جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور جن سے روکا گیا ہے، وہ صرف اور صرف ہماری بھلائی کے لیے ہے۔ ان حدود وقیود میں صدہا حکمتیں اور اَن گنت برکتیں ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا آج کا معاشرہ نہایت ڈھٹائی اور بے حسی کے ساتھ ان حدود وقیود کا تمسخر اڑا رہا ہے۔ اس بات کی آگاہی کے لیے آپ کوئی بھی ٹی وی چینل آن کرلیں۔ ہمارے نزدیک اگر یہ ٹی وی چینل دنیا بھر کے حالات سے آگاہ کرنے اور دین اسلام کی اشاعت کے لیے استعمال ہوتے تو بڑی رحمت ہوتے مگر انہیں شیطانی افکار کی ترویج اور عریانی وفحاشی کے پھیلاؤ کے لیے' اکسیر' بنادیا گیا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہماری اسلامی خواتین کی ایک بڑی تعداد چادر اور چار دیواری کے حصار کو زحمت اور فیشن آلودہ لباس اور بازار کے پھیروں کو' آزادیٔ نسواں' سمجھنے لگی ہیں۔ حالانکہ یہ اسی سوچ اور طرزِ عمل کا نتیجہ ہے کہ عورت آج کے ترقی یافتہ معاشرے میں بھی اسی قدر غیر محفوظ ہے، جس قدر غیر محفوظ وہ انسانی تہذیب کے ہر'' چنگیزی عہد'' میں تھی۔

ہم اپنی قوم کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ قرآنی آیات اور احادیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بغور مطالعہ کریں، جن میں عورت کے لباس اور حجاب کی حدیں مقرر کی گئی ہیں اور زندگی گزارنے کے ڈھب سکھائے گئے ہیں۔ یہ ان کے لیے دین ودنیا کی بہتری کے لئے از حد ضروری ہے۔ سورہ نور اور سورہ احزاب کی چند آیات کا ترجمہ پڑھیں اور ہوش کے ساتھ غور کریں۔

☆......اپنے اپنے گھروں میں پڑی رہیں، دورِ جاہلیت کی طرح بے پردہ نہ رہیں۔ (الاحزاب)

☆......دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالی رہیں، اور غیر مردوں کو اپنا سنگھار نہ دکھائیں۔ (سورہ نور)

☆......ہاں ان رشتہ داروں پر چھپا سنگھار ظاہر ہوجائے تو حرج نہیں۔ مثلاً خاوند، باپ، سسر، بیٹے، بھانجے، بہت ہی بوڑھے، نابینا، نابالغ ملازم اور چھوٹی عمر کے لڑکے۔ (سورہ نور)

☆......خواتین بوقت ضرورت باہر نکلیں تو چادر کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈال لیں تاکہ پہچانی جائیں (کہ شریف ہیں) اور شرارت کرنے والے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ (الاحزاب)

☆......مسلمان مردوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (نور)

☆......مسلمان عورتوں کو بھی حکم دیا جائے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (نور)

☆......لہجے میں نرمی نہ ہو کہ کہیں کوئی بیمار دل والا کسی قسم کے طمع میں مبتلا نہ ہوجائے۔ (احزاب)

اے بنتِ اسلام! ملاحظہ کیجیے! قرآنِ حکیم ہم میں سے کس شرم وحیا اور غیرت وحمیت کا تقاضا کرتا ہے۔ روسی فلسفی ٹالسٹائی نے

بھی سج سنور کر خوشبو لگا کر عورت کے باہر نکلنے کے متعلق یہ حدیث پیش کی ہے جس میں حضور پر نور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:
"جو عورت خوشبو لگا کر گھر سے نکلی، پھر اس غرض سے لوگوں کے پاس سے گذری کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں، وہ زانیہ ہے اور جنھوں نے اسے دیکھا ان میں سے ایک ایک آنکھ زانیہ ہے"
یاد رکھیے! مغربی عورت کی نقالی آپ کے لیے باعثِ عزت نہیں، نہ یہ آپ کی کامیابی کی ضامن ہے، نہ اسے آپ کے لیے سٹیٹس سمبل ہونا چاہیئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں "ہم وہ قوم ہیں جس کو اللہ نے اسلام کی بدولت عزت دی ہے"۔

ابھی کچھ روز کی بات ہے، پردہ دار خاتون کی بہت زیادہ عزت کی جاتی تھی اور اب بھی کی جاتی ہے۔ بسوں میں اس کے لیے سیٹ خالی کر دی جاتی تھی۔ بحالتِ مجبوری کسی دفتر یا ادارے میں جاتی تو اس کے کام کو مردوں سے مقدم کر دیا جاتا۔ لیکن بے پردہ خاتون کی تکریم کے لیے عام لوگ تیار نہیں۔ دورِ جدید میں عورت کی بے پردگی نے اس کو اس حد تک رسوا کیا کہ وہ اخبارات و رسائل، اشتہارات اور پردہ سکرین کی زینت بن کر نفع اندوزی کا ایک وسیلہ بنا دی گئی۔ جہاں جہاں خواتین کو جگہ دی جاتی ہے، احترام کی وجہ سے نہیں، تجارت چمکانے اور نفع حاصل کرنے کے لیے یعنی جدید معاشرے کی عورت پر نظر خالصتاً تاجرانہ ہے جبکہ اسلام کی نظر سراسر مشفقانہ ہے۔

المختصر! انگریزی فکر نے خواتین کے ایک مخصوص طبقے کے ذہنوں کو پراگندہ کر کے اسلام کی سچائی سے ان کو دور کر دیا۔ ان خواتین کی بے پردگی نے جسمانی آرائش و زیبائش کا راستہ کھولا، پھر اس نے بے حیائی کی صورت اختیار کی اور بے حیائی نے عریانی اور بدکرداری کا دروازہ کھول دیا۔

اسلامی معاشرے کے فکری و اخلاقی انحطاط اور عریانی و فحاشی کے فروغ کا ایک اور بڑا سبب وسیع پیمانے پر مخربِ اخلاق سی ڈیز اور لٹریچر کی نوجوان نسل کو دستیابی ہے۔ پچیس تیس روپے میں ایک نوجوان دنیا جہاں کی غلاظت سی ڈی کی صورت میں اپنے گھر لا کر کمپیوٹر وغیرہ میں دیکھتا ہے اور یوں اپنا دین، ایمان، پیسہ، وقت، صحت غرضیکہ سب کچھ تباہ و برباد کر لیتا ہے۔ جبکہ ڈائجسٹ، ناول اور جذبات کو مشتعل کر دینے والی تصاویر کے حامل میگزینز نے بھی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی فکر کو تباہ، سوچ کو عریاں اور لباس کو نامناسب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ صرف ایک خوفناک جھلک ملاحظہ کیجیے۔ معروف ماہرِ نفسیات ارشد جاوید کہتے ہیں:
"میرے پاس ایسے کتنے ہی نوجوان مریض آتے ہیں جنھوں نے انگریزی ناول پڑھے۔ وہاں محترم اور مقدس رشتوں پہ دست درازی یا آمادگی کے ساتھ جنسی تعلق کی منظر کشی پڑھی اور پھر کسی کمزور لمحے اپنے ہی سگے رشتوں کے ساتھ ویسا کرنے کی کوشش کی۔ کامیابی اور ناکامی دونوں صورتوں میں ذہنی مریض بن کر پھر برسوں اپنا علاج کراتے ہیں مگر اس شرمندگی سے نہیں نکل پاتے"۔

جی تو چاہتا ہے کہ بے حیائی کو رواج دینے والے اور پہلوؤں کا بھی احاطہ کیا جائے لیکن یہ مضمون مزید طوالت کا متحمل نہیں۔ قوم کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مذکورہ بالا صورتحال کا بغور جائزہ لے اور اصلاح کے لیے میدانِ عمل میں آئے۔ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کی اسلامی اصولوں پر تربیت کرے۔ والدین اپنی اولاد کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھیں۔ اساتذہ، سرمایۂ ملت یعنی نوجوانوں کو شرم و حیا اور بلندیٔ کردار کے اسباق ازبر کرائیں۔ حکومتی اراکین فحاشی و عریانی کے خاتمے کے لیے موثر ضابطے بنائیں اور عدالتیں بے حیائی کے فروغ کی اپنے سخت احکامات کے ذریعے حوصلہ شکنی کریں۔ میڈیا کو لگام دی جائے۔ خود عورت کو باور کرایا جائے کہ وہ شمعِ محفل نہیں اور نہ یہ باعزت مقام ہے۔ وہ تو گھر کی ملکہ ہے اور گھر ہی کیا جنت کی مالکن ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم و بجاہ سیدی و مرشدی حضور مفکر اسلام قدس سرہ العزیز۔

رمضان المبارک

روحانیت کا موسم بہار

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے ایک مرتبہ پھر اس مبارک مہینے کی برکتیں حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا، جسے بجا طور پر روحانیت کا موسم بہار کہا جا سکتا ہے۔ یہ ماہ مقدس شروع ہوتے ہی رحمت و نورانیت کا ایک پیغام بن جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث شریفہ کی رو سے:

"رمضان کے داخل ہوتے ہی شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، آسمانوں کے، جنت کے اور رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں"

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق، "جو رمضان میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ روزے رکھے، اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں، جو رمضان میں ایمان و اخلاص کے ساتھ قیام کرے (یعنی تراویح ادا کرے) اس کے بھی گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں (ایمان و اخلاص کی شرط یہ بتا رہی ہے کہ نگاہ نبوت میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ایمان و اخلاص کے بغیر نماز و روزہ کا اہتمام کرتے ہیں۔) محدثین کے نزدیک اس ارشاد کی تفسیر یہ ہے کہ روزوں کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، تراویح ادا کرنے سے کبیرہ گناہ ہلکے ہو جاتے ہیں اور شب قدر کا قیام درجے بڑھاتا ہے۔

رمضان کریم کی ایک ایک ساعت قیمتی و نورانی ہے اور اسے کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہیے اس لیے حضور رحمت عالم ﷺ نے (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو) خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

(ترجمہ) اے لوگو! تم پر عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے یہ وہ مہینہ ہے، جس کی ایک (مخصوص) رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کیے ہیں اور راتوں کا قیام نفل ٹھہرایا (یعنی غیر فرض) ہے۔ جو اس میں نفل سے قرب الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرے، اس نے گویا دوسرے مہینوں کا فرض ادا کیا۔ اس میں ایک فرض ادا کرنے والا گویا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرتا ہے (یعنی اس کا نفل دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اور اس کا ایک فرض دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہے) یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، (غربا کی) غمخواری کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اہل ایمان کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو اس میں کسی روزہ دار کو افطار کروائے، اس کے لیے گناہوں کی بخشش، دوزخ سے رہائی اور روزہ دار کے برابر ثواب ہے بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں ہر ایک شخص کے پاس ایسی چیز نہیں ہوتی جس سے روزہ افطار کروائے، حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اسے بھی عنایت فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جو روزہ دار کو سیر کر کے کھلائے، اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا پانی پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی یہ وہ مہینہ ہے، جس کا پہلا حصہ رحمت درمیانی حصہ بخشش اور آخری دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اور جو اس مہینے اپنے غلام سے تخفیف کرے (یعنی اس سے تھوڑا اور آسان کام لے،) اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آگ سے آزاد رکھے گا"

ذرا غور فرمایئے، ان احادیث مبارکہ میں رمضان مبارک کی کن کن عظمتوں کا ذکر ہے؟ نیز یہ بھی سوچئے، آخر ان عظمتوں کا مقصود کیا ہے؟ یہی نا کہ انسان اپنی نفسانی خواہشات سے مقابلہ کر کے اسے زیر کرے اور پورے اخلاص سے تسلیم و رضا کی راہ اختیار کرے، نیکی کی طرف اس کا میلان بڑھے اور اس میں دو جہان کی سرخروئی حاصل کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ شیطانوں کو قید کر دیا گیا، نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک حدیث کے مطابق رمضان شریف میں ینادی مناد یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر (ایک پکارنے والا پکارتا ہے، اے بھلائی چاہنے والے آگے بڑھ اور اے برائی چاہنے والے باز آجا) اب بھی اگر کوئی بھلائی نہ چاہے، برائی سے باز نہ آئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود نہ ہو، اپنے

گناہوں سے توبہ نہ کرے، خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کو راضی نہ کرے تو قصور کس کا ہے۔؟

موسم اچھا ، پانی وافر ، مٹی بھی زرخیز　　　اس نے اپنا کھیت نہ سینچا، وہ کیسا دہقان

درج ذیل فرمان نبوی ﷺ کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے (یعنی ذلیل وخوار ہو) جس کے پاس میرا ذکر ہواور وہ پھر بھی مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس کی ناک بھی مٹی میں مل جائے جس پر رمضان داخل ہوا اور اس کی بخشش سے پہلے گزر گیا (یعنی جو رمضان کی قدر نہ کر کے بخشش نہ پا سکا) اور اس کی ناک بھی مٹی میں مل جائے جس کے والدین یا دونوں میں سے ایک بڑھاپے میں ہو اور اسے جنت میں نہ پہنچائیں (یعنی جو بوڑھے ماں باپ کی خدمت کر کے جنت نہ حاصل کر سکا)''

اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ بخشش کے یہ تین ذرائع بہت آسان اور یقینی ہیں، حیف ان پر جو ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ رب اکرم جل مجدہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کے طفیل، مرشد کامل کے زیر سایہ ان تمام ذرائع سے ہمیں بہرہ یاب فرمائے۔

روزہ کے آداب: رمضان پاک دراصل ایک ریفریشر کورس ہے، جس میں تقویٰ وطہارت کی تربیت دی جاتی ہے۔ خود قرآن پاک میں روزہ کی فرضیت کا اولین مقصد لعلکم تتقون کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ متعدد احادیث میں روزے کے اس پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے، چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے:

جو جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے'' (بخاری شریف)

ایک اور مقام پر یوں تنبیہ فرمائی:

''بہت سے روزہ دار ایسے بھی ہیں جنہیں روزے سے پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے قیام کرنے والے ایسے بھی ہیں جنہیں اس سے بے خوابی کے سوا کچھ نہیں ملتا'' (دارمی شریف)

حقیقت یہ ہے کہ سر سے لیکر پاؤں تک تقویٰ کے رنگ میں رنگ جائیں اور کوئی حرکت شریعت کے خلاف نہ ہونے پائے تو پھر روزے کا اصل مقصد پورا ہوگا، ورنہ نہیں۔ مومن کا روزہ ہاتھ، پاؤں، زبان، کان، پیٹ بلکہ دل ودماغ کے روزوں کا مجموعہ ہے، اور اس کی صورت یہی ہے کہ پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کی رضا کو سامنے رکھیں اور اس کے تقاضے پورے کریں۔ افسوس! قوم کے بہت سے افراد اول تو روزہ رکھتے ہی نہیں اور جو رکھتے بھی ہیں اس کے اصل آداب ومقاصد سے بے خبر ہیں۔ مختصر یہ کہ گالی گلوچ، غیبت، دروغ، بغض وکینہ، حسد اور حرص وہوا بلکہ توجہ الی الغیر سے بچ بچا کر نہایت یکسوئی کے ساتھ ذکر خدا اور رسول (جل وعلا فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

اے مولائے کریم ہمیں اپنے پاک بندوں کے طفیل کامل روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین ثم آمین)

نزول قرآن اور رمضان: رب کریم جل مجدہ نے رمضان المبارک کا تعارف یوں کرایا ہے:

﴿شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن﴾

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا

قرآن کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے اس حقیقت کو سامنے رکھئے کہ انسانی عقل ودانش جس بلندی پر بھی پہنچ جائے، انسانی مسائل کو حل کرنا تو کجا، انہیں پوری طرح سمجھ بھی نہیں سکتی۔ انسانی فطرت کے گونا گوں مسائل وہی جانتا ہے، جس نے انسان کو، اس کی مشکلات کو اور ان کے حل کو پیدا فرمایا۔ لہٰذا وحی والہام کے بغیر فلسفہ وسائنس کے زور پر انہیں حل کرنے کی جو کوشش بھی کی جائے گی، ناکام رہے گی۔ خالق عالم نے اسی عقل وحکمت کی رہنمائی کے لیے انبیاء ومرسلین (علیہم السلام) بھیجے اور ان پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ مگر افسوس! اپنی نوع انسان نے ان سے فائدہ اٹھانے کے برعکس ان کو ضائع کر دیا۔ آخر میں خداوند کریم نے اپنے سب سے بڑے محبوب سب سے آخری نبی ﷺ پر سب سے آخری کتاب نازل فرمائی اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ اس کی حفاظت اپنے ذمے لے لی۔ قرآن حکیم پہلی کتابوں کا جامع اور محافظ ہے اور انسانوں کا بہترین رہنما۔ ایسا رہنما جس کے بغیر انسانیت کے مسائل کا حل ممکن نہیں۔ پہلے انبیاء کے معجزات ایک مدت تک اپنا جلوہ دکھاتے رہے مگر حضور خاتم النبیین ﷺ کا ابدی معجزہ ہے جو خود ہزاروں لاکھوں بلکہ انگنت معجزات کا مجموعہ ہے۔

مسائل انفرادی ہوں یا اجتماعی، معاشی ہوں یا معاشرتی سب کا حل اس میں موجود ہے بلکہ یہ تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ سائنس، فلسفہ، نفسیات، ہیئت وفلکیات غرض کون سا علم ہے جو اس میں داخل نہیں۔ سیدنا امام اعظم علیہ الرضوان فرماتے ہیں

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرجال

یعنی تمام علوم قرآن حکیم کے اندر موجود ہیں، یہ الگ بات ہے کہ لوگوں کے ذہن ناقص ہیں اور انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔
خود قرآن حکیم کا اپنا دعویٰ بھی یہی ہے

ما فرطنا فی الکتب من شئی (الانعام۔۳۸)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہ چھوڑی (جس کا علم بیان نہ کر دیا ہو)

مختصر یہ کہ ساری دنیا جو بدامنی، لوٹ مار، قتل وغارت کا جہنم بنی ہوئی ہے، اس کے مسائل کا حل صرف اور صرف قرآن پاک کی روشنی ہی میں ممکن ہے۔ اگر فکر ونظر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو نور سے بدلنا ہے اور ظلم وستم کے طوفانوں کو چھانٹ کر رحم وکرم کی فضا قائم کرنی ہے تو انسان کو قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے دامن میں پناہ لینی ہوگی۔ اس کے بغیر فلاح کی کوئی صورت نہیں، نجات کو کوئی راستہ نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ پیاس سے سسکتی انسانیت کو سیرت رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمہ صافی اور قرآن حکیم کے آب حیات کی طرف لانا کس کی ذمہ داری ہے؟ یقیناً اور یقیناً امت مسلمہ کی۔ مگر اس کا کیا علاج کہ خود امت مسلمہ دنیا بھر کی ٹھوکریں کھانے کے باوجود اپنے مقام ومنصب سے آشنا نہیں ہو رہی۔ ہمارے اسلاف جنھوں نے کتاب وسنت پر پورا پورا عمل کیا دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر چھا گئے اور اس کے برعکس ہم کتاب وسنت سے ہٹ کر اور اپنے بزرگوں سے کٹ کر جس پستی میں گر چکے ہیں، کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کا سبب وہی ہے جو اقبال نے جواب شکوہ میں خدا کی طرف سے دیا ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہی ہے کہ دنیا میں سرفراز ہونے کے لیے ملت اسلامیہ کو دو چیزوں کی شدید ضرورت ہے

۱۔۔۔۔۔عشق رسول ﷺ ۲۔۔۔۔۔ قرآن پاک سے سچی وابستگی

بلکہ اصل میں دونوں ایک ہیں۔ یعنی عشق رسول ﷺ میسر آئے گا تو قرآن پاک سے تعلق بھی ہو جائے گا اور قرآن پاک سے واسطہ ہوگا تو عشق رسول ﷺ میں بھی پختگی آجائے گی۔

قرآنی تعلیمات کے بارے میں ایک المناک حادثہ یہ ہے کہ کچھ لوگ قرآن پاک اور رسول پاک ﷺ کو ایک دوسرے سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا تصور (معاذ اللہ) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اپنے رسولوں کی عظمت ثابت کرنے کے لیے نہیں بلکہ ان کے کمالات کا انکار کرانے کے لیے بھیجی ہے، اور ان کے نزدیک یہی حاصل توحید ہے۔ ان کے فکر وعمل کی معراج یہ ہے کہ خدا و نبی میں تفریق کریں۔ چنانچہ شہنشاہ ولایت، پاسبان شریعت وطریقت، قطب الاقطاب حضور شہنشاہ لاثانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک ایسا شخص حاضر ہوا جو کمالات نبوت کا منکر تھا تو آپ نے اس سے درج ذیل آیت کا ترجمہ پوچھا۔

ان الذین یکفرون بالله ورسوله ویریدون ان یفرقوا بین الله ورسله ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلك سبیلاo اولئك هم الکفرون حقاً واعتدنا للکفرین عذاباً مهیناo (النساء)

ترجمہ: وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان اور کفر کے بیچ کوئی راہ نکال لیں، یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضور شہنشاہ لاثانی نے فرمایا "مطلب یہی ہوا نا کہ جو خدا اور رسول میں تفریق ڈالے کافر ہے۔ وہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا 'ٹھیک ہے'۔ پھر اس کی کمر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا 'تم مجھے اچھے معلوم ہوتے ہو، یہ نقص دور کردو' پھر خود ہی فرمایا 'مگر یہ دور نہیں ہو سکتا'

الغرض دور حاضر کا یہ از حد خطرناک فتنہ ہے۔ اگر ایمان کی حفاظت مقصود ہے تو قرآن پاک کا وہ ترجمہ پڑھئے جو کسی عاشق رسول نے کیا ہے۔ حضور شاہ لاثانی اور دیگر بزرگان دین کے نزدیک اردو میں بہترین ترجمہ "کنز الایمان" ہے جسے مجدد ملت اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔

ماہ رمضان کی چند تقریبات

یوں تو رمضان المبارک خود بھی رحمت و برکت کا مہینہ ہے اور قرآن حکیم کے نزول کی رات شب قدر کے علاوہ کچھ دن اور بھی ایسے ہیں جو اس کی عظمت کو چار چاند لگاتے ہیں۔ چند ایک کا ذکر حصول برکت کے لیے درج ذیل ہے۔

(الف) یوم سیدة النساء:۔ حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کی سب سے پیاری اور آخری صاحبزادی حضرت سیدہ بتول زہرا فاطمہ طاہرہ علی ابیہا وعلیہا الصلوۃ السلام کا وصال شریف ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو ہوا۔ گویا یہ تاریخ یوم سیدة النساء ہے۔

حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ یہاں مختصر سا ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے لیے صرف چند اسماء کی تشریح کی جاتی ہے۔

☆...... فاطمہ:۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ اُسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کا آتش دوزخ سے آزاد فرمادیا۔ (فاطمہ لغوی معنی کے اعتبار سے 'چھڑانے والی' یعنی آتش جہنم سے نجات دینے والی) (الامن والعلی بحوالہ الخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

☆...... سیدة النساء:۔ یعنی عورتوں کی سردار۔ حضور ﷺ نے فرمایا "اے فاطمہ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، (ایک روایت کے مطابق اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو)"

☆...... بتول:۔ یکسوئی کے ساتھ خدا سے لو لگانے والی۔ خلوص بندگی کی طرف اشارہ ہے۔

☆...... زہرا:۔ یعنی کلی۔ حضور اکرم ﷺ انھیں سونگھتے تھے کہ ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کیا بات رضاؔ اس چمنستان کرم کی ‏ ‏ ‏ زہرا ہے کلی جس کی حسین اور حسن پھول

اعلیٰحضرت شاہ لاثانی قدس سرہ کو حضور سیدة النساء سلام اللہ علی ابیہا وعلیہا کے ساتھ کتنی محبت تھی، اس سلسلے میں آپ کی سوانح عمری "انوار لاثانی" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے:۔

"مولوی فضل الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ عربی کے زبردست فاضل مولانا محمد غوث صاحب سکھو چکی مرحوم دربار علی پور شریف میں حاضر تھے۔ قبلہ عالم نے ان سے فرمایا 'مولوی صاحب! مجھے مائی صاحبہ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد عقیدت ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا "الفاطمة بضعة منی" (یعنی فاطمہ میرا جگر پارا ہے) آپ فرمائیں اصل عقیدہ کیا ہونا چاہیے۔ مولوی صاحب نے تائید کی اور عرض کیا کہ حضور نواب صدیق الحسن جیسا شخص بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

جگر جگر است ‏ ‏ ‏ رشتہ دگر است

آپ ماہ رمضان کی تیسری تاریخ کو جناب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عرس منعقد کرتے اور دوستوں اور عزیزوں کو بھی آپ کے ختم شریف کی تلقین فرماتے۔

(ب) یوم سیدہ خدیجة الکبریٰ سلام اللہ علیہا: سرکار دو عالم ﷺ کی سب سے پہلی زوجہ محترمہ، اہل ایمان کی سب سے پہلی ماں حضرت خدیجہ الکبریٰ کا وصال شریف دس رمضان کو ہوا اور مکہ معظمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں دفن ہوئیں۔

وہ شخص جسے سیرة النبی ﷺ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہے، حضرت سیدہ خدیجہ علیہا السلام کی مالی قربانیوں کا انکار نہیں کر سکتا۔ وہ اسلام کی بے مثل محسنہ ہیں۔ حضرت خاتون جنت، بلکہ (حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا) ساری اولاد انھیں کے بطن سے تھی۔

(ج) فتح مکہ کا دن: قریش مکہ نے بنی بکر کی حمایت میں معاہدہ حدیبیہ توڑ دینے کا اعلان کر دیا تو حضور ﷺ کے لیے مظلوم بنی خزاعہ کی حمایت میں مکہ پر چڑھائی ضروری ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ دس ہزار کا لشکر جرار لیکر دس رمضان ۸ ھ (بمطابق یکم جنوری ۶۳۰ ء) مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ حلیف قبائل کو مکہ مکرمہ پہنچنے کی ہدایت فرمادی۔ شہنشاہ دو عالم ﷺ کا یہ عظیم لشکر مکہ معظمہ پہنچا تو کسی کو مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ (صرف عکرمہ ابن جہل ایک طرف سے معمولی چھیڑ چھاڑ کر کے بھاگ گیا) حضور ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار مکہ معظمہ میں اس طرح داخل ہوئے کہ آپ کا سر انور بارگاہ رب العزت میں خم تھا اور زبان اقدس پر سورة الفتح کی آیات جاری تھیں۔ سواری پر سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور بیت اللہ جس میں تین سو ساٹھ بت تھے اور دیواروں پر متعدد تصاویر

تھیں، کوان آلائشوں سے پاک کیا۔ پھر ایک بلیغ خطبے میں عظمت توحید اور وحدت نسل انسانی کی وضاحت فرمائی۔ اس کے بعد کیا ہوا مشہور مورخ ڈاکٹر حمید الدین صاحب کے الفاظ میں سنیے۔

''خطبہ کے بعد آپ نے مجمع کی طرف دیکھا تو جباران قریش سامنے تھے ان میں وہ حوصلہ مند بھی تھے جو اسلام کو مٹانے میں سب سے پیش پیش تھے، وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسول اللہ ﷺ پر گالیوں کے بادل برسایا کرتی تھیں، وہ بھی تھے جنھوں نے آنحضرت ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے، وہ بھی تھے جو وعظ کے وقت ایڑیوں کو لہولہان کر دیا کرتے تھے، وہ بھی تھے جن کی تشنہ لبی خون نبوت کے سوا کسی چیز سے نہ بجھ سکتی تھی، وہ بھی تھے جن کے حملوں کا سیلاب مدینہ کی دیواروں سے آ آ کر ٹکراتا تھا، وہ بھی تھے جو مسلمانوں کو جلتی ریت پر لٹا لٹا کران کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے

سرور کائنات ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا ''تمھیں معلوم ہے، میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں''۔ وہ لوگ پکار اٹھے ''آپ شریف بھائی ہیں اور شریف برادرزادہ ہیں'' اس پر رحمۃ للعٰلمین ﷺ نے فرمایا ''تم پر کچھ الزام ہے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو'' اسلامی لشکر کا مکہ میں فاتحانہ داخلہ اور غیر مسلم دشمنوں سے یہ فیاضانہ سلوک دنیا کی تاریخ میں ایک نادر مثال ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد مشرکین مکہ مہاجرین کی جائیداد پر قابض ہو گئے تھے، اسے واپس لینا مسلمانوں کا جائز حق تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر مسلمان فاتحین اس حق سے بھی دست بردار ہو گئے''

(د) **یوم بدر:** ۱۷ رمضان ۲ھ کو کفر اسلام میں اولین اور اہم ترین جنگ بدر کے میدان میں ہوئی۔ قرآن حکیم نے اسے یوم الفرقان (یعنی فیصلے کا دن) قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو تعداد میں تین سو تیرہ تھے اور ان کا سامان بھی از حد قلیل تھا، ایک ہزار کفار کے لشکر جرار پر جو ہر طرح سے مسلح تھا، کیونکر غالب آئے، اسے معجزہ عشق رسول کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔ ان کا عقیدہ جس کا اس روز بار بار عملی مظاہرہ بھی ہوا یہ تھا۔

محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا　　پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے　　اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اسی عشق رسول کی برکت تھی کہ ان کی امداد کے لیے آسمانوں سے فرشتوں کی فوج بھی آ گئی اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر آج بھی ملت اسلامیہ میں یہ جذبہ عشق بیدار ہو جائے تو آج بھی خدا کے بے پناہ لشکر ہماری مدد کو آ سکتے ہیں۔ ہمیں روس اور امریکہ کی گدائی کے برعکس اللہ تعالیٰ پہ توکل کرنا چاہیے اور اپنے نبی ﷺ سے عشق۔

ے فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو　　اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

(ر) **یوم سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:** سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضور ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات میں جن کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی، وہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ یار غار نبوت، خلیفہ اول اور افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لخت جگر ہیں۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ گویا یوم بدر یوم عائشہ بھی ہے۔

(س) **یوم سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم اللہ وجہ:** ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ سیدنا علی کرم اللہ وجہ کا یوم شہادت ہے۔ ابن ملجم بدبخت نے نماز فجر میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا اور اس کے تین دن بعد آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عظیم خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ شیر خدا خانہ خدا (کعبہ معظمہ) میں پیدا متولد ہوئے اور خانہ خدا (مسجد کوفہ) میں شہید ہوئے کسی نے خوب کہا ہے

کسے را میسر نشد ایں سعادت　　بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

آپ سرکار دو عالم ﷺ کے برادر جانثار حضور سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نامدار، علم و فضل کے پیکر ذی وقار اور فقر و ولایت کے بے مثل شاہسوار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ'' نیز ارشاد عالی ہوا ''جس کا میں مولا، اس کا علی مولا'' آپ رضی اللہ عنہ کی محبت کی اہمیت حدیث ناطق ہے کہ مومن ہی آپ سے محبت کرے گا اور منافق ہی آپ سے بغض رکھے گا'' آپ آدم آل رسول ہیں اور طریقت کے سلسلوں کی اصل خداوند کریم ہمیں تمام اہل بیت کی سچی محبت اور صحابہ کرام کی سچے اتباع سے نوازے۔

فضائل و مسائل رمضان

محقق دوراں، جناب مفتی محمد نصر اللہ نقشبندی قادری آسوی

بسم الله الرحمن الرحيم

يَآيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۳)

روزہ کالغوی اور شرعی معنیٰ اور اس کی مشروعیت کی تاریخ: روزہ کا لغوی معنیٰ ہے: کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا، اور روزہ کا شرعی معنیٰ ہے: مکلف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو تقویٰ کے حصول کے لئے تیار کرنا۔ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویلِ قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔ درمختار۔ (۸۰/۲)

روزہ کا منشاء ہے نفس کا زور توڑنا دل میں صفائی پیدا کرنا فقراء اور مساکین کی موافقت کرنا مساکین پر اپنے دل کو نرم بنانا مرقات میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتے تھے تاکہ بھوکوں فاقہ مستوں کا حق نہ بھول جائیں۔

رمضان رمض سے بنا ہے جس کے معنی ہے گرمی یا گرم چونکہ بھٹی گندے لوہے کو صاف کرتی ہے اور صاف لوہے کو پرزہ بنا کر قیمتی کر دیتی ہے اور سونے کو محبوب کے پہننے کے قابل بنا دیتی ہے اسی طرح روزہ گنہگاروں کے گناہ معاف کراتا ہے نیکوں کے درجے بڑھاتا ہے اور ابرار کا قرب الٰہی زیادہ کرتا ہے اس لئے اسے رمضان کہتے ہیں۔

نیز یہ اللہ کی رحمت، محبت، ضمان، امان اور نور لیکر آتا ہے اس لئے رمضان کہلاتا ہے۔ خیال رہے رمضان یہ پانچ ہی نعمتیں لاتا ہے اور پانچ ہی عبادتیں روزہ، تراویح، اعتکاف، شب قدر میں عبادت اور تلاوتِ قرآن اسی مہینے میں قرآن اترا اور اسی مہینے کا نام قرآن شریف میں لیا گیا۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ۱۳۳/۳)

﴿رمضان اور روزوں کے فضائل کے متعلق احادیث﴾

ہر ماہ کے تین روزوں پر شہادت کا اجر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی: ہر ماہ کے تین روزے رکھنے کی، دو رکعت نماز چاشت کی، اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی۔ بخاری حدیث: (1187 مسلم 721 ترغیب 983) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی نماز پڑھی اور ہر ماہ کے تین روزے رکھے اور سفر و حضر میں نماز وتر نہ چھوڑے تو اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جاتا ہے۔ (طبرانی، ترغیب 962)

چاشت کی نماز کا وقت اشراق کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے۔ حضرت عمرو بن مُرّہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتایئے اگر میں گواہی دوں اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور پانچ نمازیں ادا کروں، زکوۃ ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور رات کو قیام کروں یعنی نماز تراویح ادا کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں سے۔ (بزار 25 ترغیب 1480) ایک روایت میں ہے

مَنْ مَاتَ عَلَى هٰذَا كَانَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا - وَنَصَبَ اُصْبُعَيْهِ- مَالَمْ يَعُقَّ وَالِدَيْهِ جواس

حالت میں فوت ہوا تو وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا اس طرح ہوگا اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیاں کھڑی کیں۔ جب تک وہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔(رواہ احمد والطبرانی، ترغیب حدیث 3688)

روزہ دار جہنم سے پانچ سو سال دور کر دیا جاتا ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ اُسے آگ سے ستر سال کی راہ سے دور رکھے گا۔ بخاری حدیث (۲۸۴۰) مسلم حدیث (۱۱۵۳) مشکاۃ حدیث (۲۰۵۳) کتاب الصیام باب صیام التطوع

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ اُس کے اور آگ کے درمیان ایسی خندق کر دے گا جیسے آسمان اور زمین کا درمیان یعنی پانچ سو سال کی راہ۔ ترمذی 1624 مشکوۃ 2064

پہلی حدیث میں ستر سال کی راہ اور اس میں پانچ سو سال کی راہ یعنی اخلاص کے فرق سے ثواب میں فرق ہو جاتا ہے۔ خندق فرما کر اس جانب اشارہ فرمادیا کہ انشاء اللہ اس تک آگ تو کیا اس کی تپش بھی نہ پہنچ سکے گی۔ جب نفلی روزے کا یہ ثواب ہے تو فرض کا کتنا ثواب ہوگا۔

روزہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور جنت کے دروازے کھلتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ جو ایمان اور اخلاص سے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(بخاری 2014 مشکوۃ 1958)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللهَ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَ سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض فرمائے اور میں نے اس کے قیام (یعنی تراویح) کو تمہارے لئے سنت بنایا تو جس نے ایمان اور اخلاص سے اس کے روزے رکھے تو گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔(نسائی 157/4 ترغیب 1479)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ -وفی روایة -فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وفی روایة -فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ،

جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔(بخاری حدیث: ۱۸۹۹) مسلم حدیث: ۱۰۷۹ مشکوۃ حدیث ۱۹۵۶)

سوال: نمبر ا جب ابھی جنت میں کوئی جا ہی نہیں رہا تو اس کے دروازے کھلنے سے کیا فائدہ؟

جواب جنت کے دروازے کھلنے سے وہاں کے حور و غلمان کو خبر ہو جاتی ہے کہ دنیا میں رمضان آ گیا ہے اور وہ روزہ داروں کے لئے دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ الفاظ مجازاً استعمال کئے گئے ہوں اور جنت کے دروازے کھولنے سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس ماہ میں بکثرت لوگوں کے لئے جنت کا حکم جاری کرتا ہو یا اس ماہ میں لوگ بکثرت نیکیاں کرتے ہیں جو دخول جنت کا سبب ہے۔

سوال نمبر ۲ جب دوزخ کے دروازے بند ہو گئے تو رمضان میں گرمی کہاں سے آتی ہے؟۔

جواب دوزخ کے دروازے بند ہونے سے اس مہینہ میں گنہگاروں بلکہ کافروں کی قبروں پر بھی دوزخ کی گرمی نہیں پہنچتی۔ یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ حقیقۃً دوزخ کے دروازے بند نہیں ہوتے بلکہ مجازاً کہ اللہ تعالیٰ اس ماہ میں لوگوں کے گناہ بکثرت معاف کرتا ہے یا اس ماہ میں لوگ برائیوں سے بہت زیادہ رکتے ہیں جو جہنم میں نہ جانے کا سبب ہے۔

سوال نمبر۳ جب شیطان بند ہو گیا تو اس مہینہ میں گناہ کیسے ہوتے ہیں؟۔
جواب اس کے چار جواب ہیں۔(۱) سرکش اور بڑے شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور عام شیاطین آزاد ہوتے ہیں جن کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں۔ (۲) گمراہ کرنے والے دو شیطان ہیں خارجی اور داخلی اس ماہ میں خارجی شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں اور داخلی شیطان جسے اردو میں ہمزاد کہتے ہیں آزاد ہوتے ہیں جن کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں۔(۳) شیطان کے گیارہ ماہ مسلسل بہکانے اور وسوسہ ڈالنے سے لوگوں میں اس کے وسوسہ کا اثر اس قدر راسخ ہو جاتا ہے کہ اس کی ایک ماہ کی غیر حاضری سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور لوگ بدستور برائی کے کاموں میں مبتلا رہتے ہیں الا ما شاء اللہ جیسے بجلی کا پنکھا چل رہا ہو آپ اسے بند کر دیں تو وہ کافی دیر تک بغیر بجلی کے چلتا رہتا ہے یا گاڑی چل رہی ہو آپ اس کا سوئچ آف کر دیں اور بریک نہ لگائیں تو گاڑی کافی دور جا کر ٹھہرے گی دیکھنے والا یہ سمجھے گا کہ پنکھا اور گاڑی چل رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ دونوں بند ہوتے ہیں یہی حال شیطان کا ہے کہ وہ خود قید ہے لیکن اُس کی گیارہ ماہ کی صحبت اثر دکھا رہی ہے۔(۴) ابلیس مع اپنی ذریت کے قید کر دیا جاتا ہے اس مہینہ میں جو کوئی بھی گناہ کرتا ہے وہ اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ کہ شیطان کے بہکانے سے۔

روزہ دار کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آگے بڑھو اور اے برائی کے چاہنے والے باز آجا اور اللہ کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ ترمذی 682 مشکوٰۃ 1960

س رمضان کی ہر رات کتنے لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں؟ ج دس لاکھ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی رمضان کی ہر رات ایک منادی سے کہتا ہے کہ وہ تین بار ندا کرے: ہے کوئی سوال کرنے والا میں اس کا سوال پورا کر دوں، ہے کوئی گناہوں سے توبہ کرنے والا میں اس کی توبہ قبول کر لوں، ہے کوئی بخشش مانگنے والا میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی ایسے غنی کو قرض دینے والا جو کبھی فقیر نہیں ہو گا ایسا پورا ادا کرنے والا جو کبھی ظلم نہیں کرتا اور اللہ تعالی کے لئے رمضان کے ہر دن افطار کے وقت دس لاکھ ایسے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہے جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اللہ تعالی اس دن جہنم سے اتنے لوگوں کو آزاد کرتا ہے جتنے پہلے دن سے لیکر آخر دن تک آزاد کئے ہوتے ہیں۔ (طبرانی، ترغیب حدیث 1469)

س وہ کونسی پانچ خصلتیں ہیں جو صرف اس امت کو عطا ہوئی ہیں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کو پانچ ایسی خصلتیں عطا ہوئی ہیں جو پہلی امتوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔(۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے (۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں بھی افطار تک بخشش مانگتی ہیں۔(۳) اللہ تعالی ہر روز ان کے لئے جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے: قریب ہے میرے نیک بندے اپنے اوپر سے دنیا کی مشقتیں پھینک کر تیری طرف آئیں (۴) اور اس میں سرکش شیطانوں کو قید کر دیا جاتا تو وہ ان تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے جس طرح دوسرے مہینوں میں ان تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔(۵) اور ان کی آخری رات بخشش کر دی جاتی ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا وہ لیلۃ القدر ہے؟ فرمایا نہیں لیکن قاعدہ یہ ہے کہ مزدور کو مزدوری دے دی جاتی ہے جب وہ اپنا کام پورا کر لے۔ (احمد، ترغیب 1455)

س وہ کونسے تین آدمی ہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی: روزہ دار کی جب وہ افطار کر رہا ہو، انصاف والے حاکم کی اور مظلوم کی دعا تو اللہ تعالی اسے بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد سہی۔ (ترمذی

3598 مشکوٰۃ کتاب الدعوات 2249) یعنی مظلوم کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ دعا رد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کردے گا یا اس کی کوئی بلا ٹال دے گا یا اس کے درجات بلند کردے گا یا اس کو آخرت میں اجر دے گا۔

س وہ کونسے تین آدمی ہیں جن کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں انشاء اللہ ان کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا جب وہ کھانا حلال ہو: روزہ دار، سحری کھانے والا اور اللہ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) گھوڑا باندھنے والا۔ (بزار، کشف الاستار 975، طبرانی، ترغیب 1582)

س وہ کونسی تین چیزیں ہیں جن کو اللہ محبوب رکھتا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں اللہ کو بڑی پیاری ہیں: جلدی افطار کرنا، سحری کھانے میں دیر کرنا اور ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا۔ (رواہ الطبرانی، ترغیب حدیث 1590)

س وہ تین کام کونسے ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں روزہ دار کا روزہ نہیں توڑتیں: فصد (پچھنے لگوانا)، قے کرنا اور احتلام۔ (ترمذی 719 مشکوٰۃ 2015) ایک روایت میں ہے جسے روزہ کی حالت میں قے آجائے تو اس پر قضا نہیں جو جان بوجھ کر قے کرے وہ قضا کرے۔ (ترمذی 720 مشکوٰۃ 2007)

س رمضان المبارک کی تقسیم تین حصوں پر کی گئی ہے کیا آپ ان کے نام بتا سکتے ہیں؟

ج جی ہاں، رحمت، بخشش، اور جہنم سے آزادی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْ سَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ ﴾ وہ ایسا مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے اور اس کا درمیانی عشرہ بخشش ہے اور اس کا آخری عشرہ جہنم سے آزادی ہے۔ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَاَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ﴾ جو اس مہینہ میں اپنے غلام (ملازم) سے کام میں تخفیف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اسے جہنم سے آزاد کردے گا (ابن خزیمہ حدیث: ۱۸۸۷)

س جبریل امین کی وہ تین دعائیں کونسی ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے آمین کہی

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منبر کے قریب ہو جاؤ تو ہم قریب ہوگئے تو جب آپ ﷺ نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو کہا آمین، جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو کہا آمین، پھر جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو کہا آمین، جب آپ ﷺ نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی ہے جو اس سے قبل نہیں سنی تو ارشاد فرمایا آج میرے پاس جبریل آئے تھے اور کہا ﴿ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ ﴾ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہوگیا جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی تو میں نے آمین کہی پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو کہا ﴿ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ ﴾ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہوگیا جس کے سامنے آپ کا نام پاک لیا گیا اور اس نے آپ پر درود وسلام نہ پڑھا تو میں نے آمین کہی پھر جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو کہا ﴿ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهُ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ ﴾ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہوگیا جس نے اپنے دونوں ماں باپ یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا تو ان دونوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا یعنی وہ ان کی خدمت کر کے جنت کا مستحق نہ بن گیا تو میں نے آمین کہی۔ (رواہ الحاکم، ترغیب حدیث ۱۴۵۸)

س وہ کونسی چار چیزیں ہیں کہ رمضان میں جن کی کثرت کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ: اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کرو ان میں سے دو چیزیں

ایسی ہیں جن سے تم اللہ کی رضا حاصل کرسکتے ہیں اور دو چیزیں وہ ہیں جن کے بغیر تمہارا گذارا نہیں ﴿فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهٗ﴾ پس وہ دو چیزیں جن سے تم اللہ کی رضا حاصل کرسکتے ہیں وہ کلمہ شہادت اور استغفار کی کثرت ہے ﴿فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ﴾ اور وہ دو چیزیں جن کے بغیر تمہارا گذارا نہیں وہ اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ جنت کا سوال کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا ہے۔

(ابن خزیمہ)

س کیا رمضان المبارک میں فرض اور نوافل کا ثواب بڑھ جاتا ہے؟

ہاں، نوافل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ﴾ جس نے اس ماہ میں نوافل کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کیا گویا اس نے دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا گویا اس نے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے۔ (ابن خزیمہ، مشکوۃ) الحمد للہ اہل سنت والجماعت بیس تراویح ادا کرکے بیس فرضوں کا ثواب حاصل کرتے ہیں۔

س اس ماہ میں روزہ افطار کرانے کی کیا فضیلت ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ﴿مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ﴾ جو اس ماہ میں کسی کا روزہ افطار کرائے گا تو وہ اس کے گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی کا باعث ہوگا اور اسے روزہ دار کی طرح ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر کوئی وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ یہ ثواب اسے بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے ایک گھونٹ سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پلایا تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

(ابن خزیمہ)

س روزہ کس چیز سے افطار کرنا سنت ہے؟

تازہ کھجور سے اگر تازہ کھجوریں نہ ملیں تو چھواروں سے اگر چھوارے بھی دستیاب نہ ہوں تو پانی سے افطار کیا جائے۔ ترمذی 696 مشکوۃ 1991 افطاری کی طرح سحری میں بھی کھجور یا چھوارا کھانا سنت ہے۔ (ابوداود 2345 مشکوۃ 1998)

س افطاری کی دعا کیا ہے؟

ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ترجمہ: پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہوگئیں اور انشاء اللہ ثواب ثابت ہوگیا۔ (ابوداود 2357 مشکوۃ 1993)

ایک دوسری دعا یہ ہے ﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ﴾ (ابوداود 2358 مشکوۃ 1994)

اس کے علاوہ بھی دعائیں مانگی جاسکتی ہیں کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

س اگر کسی کے گھر کھانا کھائیں یا کسی کے ہاں افطاری کریں تو کونسی دعا پڑھنا سنت ہے؟

﴿اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ﴾ یا یہ دعا پڑھ لیں ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ﴾

س کامل روزہ کونسا ہے؟

کامل روزہ یہ ہے کہ انسان کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہوں سے باز رکھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پانی چھوڑ دینے کی پرواہ نہیں۔ (بخاری ۱۹۰۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے جب تک وہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے، عرض کیا گیا روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے فرمایا، جھوٹ اور غیبت سے۔ (ترغیب حدیث:۱۶۰۳) روزہ پھٹنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔

روزہ کے بعض ضروری مسائل

علامہ علاءالدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

اگر روزہ دار بھولے سے کھا پی لے یا جماع کرے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگر روزہ دار کے حلق میں غبار یا مکھی یا دھواں داخل ہو جائے خواہ اس کو روزہ یاد ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ان سے بچنا مشکل ہے، تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ ان کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو، فصد لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، بوسہ لینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا بہ شرطیکہ اس سے انزال نہ ہو، احتلام سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، کلی کرنے کے بعد جو تری منہ میں رہ گئی اس کو نگلنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، کان میں پانی داخل ہونے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگر دانتوں کے درمیان سے خون نکلا اور اس کو نگل لیا تو اگر خون غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں، استمنا بالید (مشت زنی) سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اگر ناک (رینٹ) کو اندر کھینچ لیا اور حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، کسی چیز کے چکھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگر رات سمجھ کر سحری کی اور صبح ہو چکی تھی یا غروب آفتاب سمجھ کر روزہ افطار کیا اور آفتاب غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے، اور اگر کوئی شخص رمضان میں عمداً جماع کرے، یا عمداً دوا یا غذا کھائے یا پیے تو ان تمام صورتوں میں قضا اور کفارہ ہے، اور اگر از خود قے آئے اور وہ اس کو واپس حلق میں نہ لوٹائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ قے منہ بھر کر ہو یا اس سے کم ہو، اور اگر خود بخود حلق میں واپس چلی جائے تو پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر عمداً قے لوٹالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا بہ شرطیکہ منہ بھر کر قے آئی ہو، یہ مختار مذہب ہے، اور اگر از خود قے کی تو اگر منہ بھر کر قے کی ہے تو اجماعاً روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے۔

روزہ میں کسی چیز کو بلا عذر چکھنا مکروہ ہے، دنداسہ چبانا مکروہ ہے، بوسہ لینا اور معانقہ کرنا مکروہ ہے مونچھوں پر تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں ہے مسواک کرنا مکروہ نہیں خواہ شام کے وقت کی جائے (درمختار علی ہامش ردالمحتار ۲/۱۱۴)

س جو شخص رمضان میں اعلانیہ کھائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج جو شخص رمضان میں بلا عذر اعلانیہ قصداً کھائے بادشاہ اسلام کو حکم ہے کہ اسے قتل کرے (ردالمحتار۔ بہار شریعت)

س جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے کیا وہ کسی چیز کو علانیہ کھا پی سکتے ہیں؟

ج انہیں بھی کسی چیز کو علانیہ کھانے پینے کی اجازت نہیں۔ (درالمختار۔ بہار شریعت)

س روزہ کی نیت کس وقت کرنی ضروری ہے؟

ج رمضان کے ادا روزے، نذر معین اور نفل روزے خواہ سنت ہوں یا مستحب۔ ان سب کے لئے نیت کا وقت غروب آفتاب سے زوال سے پہلے تک ہے۔ مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے۔ اگر زوال کے وقت یا اس کے بعد نیت کی تو روزہ نہ ہوا۔ اور ان روزوں کے علاوہ باقی روزے مثلاً قضائے رمضان نذر غیر معین، نفل کی قضا، نذر معین کی قضا اور کفارہ وغیرہ کا روزہ ان سب میں عین صبح صادق کے وقت یا رات میں نیت کر لینا ضروری ہے۔

س رمضان کے روزہ کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج نیت دل کے ارادہ کا نام ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔ اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے۔

میں نیت کرتا ہوں کہ کل اللہ کے لئے فرض رمضان کا روزہ رکھوں گا۔ اور دن میں نیت کرے تو یوں کہے میں نیت کرتا ہوں کہ آج اللہ کے لئے فرض رمضان کا روزہ رکھوں۔

س کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ؟

ج کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو اور بیڑی سگریٹ وغیرہ پینے اور پان تمبا کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ کلی کرنے میں بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ گیا بشرطیکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور منہ بھر نہ ہو تو نہیں اور اگر بلا اختیار قے آئے اور منہ بھر نہ ہو تو روزہ نہ گیا اور اگر منہ بھر ہو تو لوٹانے کی صورت میں جاتا رہا ورنہ نہیں۔(بہار شریعت)

س کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

ج بھول کر کھانے پینے سے نہیں ٹوٹتا۔ تیل یا سرمہ لگانے، مکھی، دھواں یا آٹے وغیرہ کا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کلی کی اور پانی بالکل اگل دیا صرف تری منہ میں باقی رہ گئی تھی تھوک کے ساتھ اسے نگل گیا یا کان میں پانی چلا گیا تو روزہ نہ جائے گا۔ احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگر چہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے۔ اور جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر چہ سارا دن جنبی رہا روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ اور حرام ہے۔

قضا اور کفارہ کی صورتیں

س کن صورتوں میں روزہ کی صرف قضا لازم ہے؟

ج یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا یا پیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔ بھول کر کھایا یا پیا یا احتلام ہوا یا بلا قصد قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا۔ ادائے رمضان کے علاوہ اور روزہ فاسد کر دیا اگر چہ رمضان ہی کی قضا ہو۔ یہ گمان کر کے کہ رات ہے سحری کھائی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کیا کہ آفتاب ڈوب گیا ہے افطار کر لیا۔ حالانکہ ڈوبا نہ تھا۔ ان تمام صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔(بہار شریعت)

س کن صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں؟

ج مقیم نے رمضان میں روزہ رمضان کے ادا کی نیت سے روزہ رکھا پھر توڑ دیا یعنی بغیر عذر شرعی قصداً کوئی دوا یا غذا کھائی یا پانی پیا تو روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ تیل یا سرمہ لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب اس نے کھا پی لیا تو ان صورتوں میں بھی روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔(درمختار بہار شریعت)

س کیا کفارہ لازم ہونے کے لئے کوئی شرط بھی ہے؟

ج ہاں کفارہ لازم ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں

س روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

س روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے یا پے در پے ساٹھ روزے رکھے اور یہ نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر دونوں وقت کا کھانا کھلائے اور روزہ کی صورت میں اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزہ رکھنا پڑیں گے۔ (بہار شریعت)

س کن چیزوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے؟

ج جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینے، بیہودہ بات کرنے اور کسی کو تکلیف دینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

س کیا روزہ دار کو کلی کرنے کے لئے منہ بھر پانی لینا مکروہ ہے؟

ج ہاں، روزہ دار کو کلی کرنے کے لئے منہ بھر پانی لینا مکروہ ہے۔

س کیا روزہ کی حالت میں خوشبو سونگھنا، تیل کی مالش کرنا اور سرمہ لگانا مکروہ ہے؟

ج نہیں، روزہ کی حالت میں خوشبو سونگھنا، تیل کی مالش کرنا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں ہے۔ مگر زینت کے لئے سرمہ لگانا ہمیشہ مکروہ ہے اور روزہ

کی حالت میں بدرجہ اولی مکروہ ہے۔(بہار شریعت۔در مختار)

س کیا روزہ میں مسواک کرنا مکروہ ہے؟

ج نہیں، روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ جیسے اور دنوں میں مسواک کرنا سنت ہے ویسے ہی روزہ میں بھی مسنون ہے چاہے مسواک خشک ہو یا تر اور زوال سے پہلے کرے یا بعد میں کسی وقت مکروہ نہیں۔(بہار شریعت)

س رمضان میں اذان فجر کے دوران کھانا پینا کیسا

ج سحری کے آخری وقت کے بارے میں بعض لوگ کہہ دیتے ہیں. جب تک صبح کا اتنا اجالا پھیل جائے کہ چیونٹیاں نظر آنے لگیں اس وقت تک سحری کا وقت باقی رہتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب تک فجر کی اذان کی آواز آتی رہے سحری کھانے میں مضائقہ نہیں یوں ان کا روزہ ہوتا ہی نہیں سارا دن بھوک پیاس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ روزہ بند کرنے کا تعلق اذان سے نہیں ہے۔ صبح صادق سے پہلے کھانا پینا بند کرنا ضروری ہے۔ فجر کی اذان کے دوران کھانے پینے کا کوئی جواز ہی نہیں۔ اذان ہو یا نہ ہو صبح صادق ہوتے ہی کھانا پینا بند کرنا ضروری ہے۔

س کیا انجیکشن (ٹیکہ) لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جی ہاں، تحقیق یہ ہے کہ انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب معدہ کام نہ کرے یا کسی چیز کو قبول نہ کرے یا دوا کا اثر جلدی مطلوب ہو تو دوا کو انجیکشن کے ذریعہ براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے لہٰذا منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے جو فائدہ مطلوب ہوتا ہے وہ انجیکشن کے ذریعہ دوا خون میں پہنچانے سے بہ طریق اتم اور اکمل حاصل ہو جاتا ہے، فرق یہ ہے کہ منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے معدہ کے عمل ہضم کے بعد دوا خون میں پہنچتی ہے انجیکشن کے ذریعہ اسی وقت براہ راست دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور اثر کرتی ہے اس لئے جس طرح منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح دوا کا انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو چیز صورۃً اور معنیً دونوں طرح مفطر ہو اس سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں اور جو صرف صورۃً یا صرف معنیً مفطر ہو اس سے صرف قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں ہے اور دوا یا گلوکوز کا انجیکشن لگوانا صرف معنیً مفطر ہے صورۃً مفطر نہیں ہے۔(تفصیل دیکھیں شرح مسلم طبع خامس سعیدی تفسیر تبیان القرآن ۱/۶۷۴)

مریض کے لئے روزہ قضا کرنا: علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعی لکھتے ہیں: جو شخص مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو، روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو اور اس مرض کے زائل ہونے کی توقع ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر روزوں کی قضا کرنا واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے صبح کو تندرستی کی حالت میں روزہ رکھا پھر بیمار ہو گیا تو وہ روزہ توڑ دے کیونکہ ضرورت کی وجہ سے اس کے لئے روزہ توڑنا جائز ہے اور ضرورت محقق ہے لہٰذا روزہ توڑنا جائز ہے۔(المہذب)

امام ابو بکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد نے کہا: جب یہ خوف ہو کہ اس کی آنکھ میں درد زیادہ ہو گا یا بخار زیادہ ہو جائے گا تو روزہ نہ رکھے۔(احکام القرآن ۱/۱۷۴)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی کرنے والے مسافر، حاملہ اور دودھ پلانے والی کو غلبہ ظن سے اپنی جان یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو یا مرض بڑھنے کا خوف ہو، یا تندرست آدمی کو غلبہ ظن، تجربہ، علامات یا طبیب کے بتانے سے مرض پیدا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ کو ضعف کا خوف ہو تو ان کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور بعد میں ان ایام کی قضاء کریں۔(در مختار ۲/۱۱۷)

گردہ میں پتھری: جس شخص کے گردہ میں پتھری ہو یا جس کو درد گردہ کا عارضہ ہو اس کو دن میں بیس پچیس گلاس پانی پینا ہوتا ہے یا جو شخص ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں داخل ہو، یہ لوگ اس بیماری کے دوران روزے نہ رکھیں اور بیماری زائل ہونے کے بعد ان روزوں کی قضا کریں۔

شوگر، بلڈ پریشر، دمہ اور جوڑوں کا درد: شوگر، بلڈ پریشر، دمہ اور جوڑوں کا درد یہ چار بیماریاں ایسی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے، ان کو دواؤں سے کنٹرول تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیماریاں زائل نہیں ہوتیں، ان میں جوڑوں کا درد روزے کے منافی نہیں ہے، اور عام حالت میں دمہ بھی روزے کے منافی نہیں ہے، لیکن جب شوگر زیادہ ہو تو زیادہ گولیاں لینی پڑتی ہیں جس سے وقفہ وقفہ سے شدید بھوک لگتی ہے، اسی طرح جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو پانی پینا پڑتا ہے اس لئے جن لوگوں کو شوگر یا بلڈ پریشر کا عارضہ ہو اور ڈاکٹر انہیں روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو وہ روزہ کی جگہ فدیہ دے دیں۔ جو شخص بہت بوڑھا اور روزہ رکھنے سے عاجز ہو، اسی طرح جس مریض کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو وہ ہر روزہ کے لئے فدیہ دیں۔ (ردالمحتار ۲/۱۹۹)

فدیہ کی مقدار: ایک روزہ کے لئے نصف صاع یعنی دو کلو گندم یا اس کی قیمت فدیہ دے، روزہ کے فدیہ میں فقراء کی تعداد شرط نہیں ہے اور ایک فقیر کو متعدد ایام کا فدیہ دے سکتا ہے اور مہینہ کی ابتداء میں بھی دے سکتا ہے۔ (درمختار ۲/۱۱۹)

مسافر کا روزہ: امام شافعی فرماتے ہیں: مسافر کے لئے روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں جائز ہیں اگر اس کو روزہ رکھنے سے ضرر نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور اگر ضرر ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (روضۃ الطالبین)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے جو تین دن تین راتوں کی مسافت پر مشتمل ہو، خواہ یہ سفر معصیت ہو۔ (ردالمحتار ۲/۱۱۶)

جمہور فقہاء احناف نے تین دن رات کی مسافت کا اندازہ اٹھارہ فرسخ کیا ہے (ردالمحتار ۱/۵۲۶) اٹھارہ فرسخ ۵۴ شرعی میل کے برابر ہیں جو انگریزی میلوں کے حساب سے ۶۱ میل، دو فرلانگ، بیس گز ہے اور ۳۴ء۹۸ کلومیٹر کے برابر ہے۔

سعودی عرب کے حساب سے روزے رکھتا ہوا پاکستان آیا تو عید کس حساب سے کرے گا

پاکستان میں اکثر ایسا ہوتا کہ لوگ سعودی عرب سے ایک یا دو روز پہلے روزے رکھتے ہوئے آتے ہیں اور ان کے تیس روزے پورے ہو جاتے ہیں اور یہاں ہنوز رمضان ہوتا ہے تو چونکہ مذاہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، اس لئے اس کو روزے رکھنے چاہئے قرآن پاک میں ہے ﴿تم میں سے جو اس مہینہ میں موجود ہو تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔ (البقرہ: ۱۸۵) اور اس شخص نے اس صورت میں رمضان کا مہینہ پایا ہے اس لئے وہ سب کے ساتھ روزے رکھے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس دن لوگ روزہ رکھیں اس دن روزہ ہے اور جس دن لوگ عید کریں اس دن عید ہے۔ (ترمذی ص ۱۴۴) اس حدیث کا بھی تقاضا ہے کہ جو شخص پاکستان میں آ گیا وہ یہاں کے لوگوں کے ساتھ روزے رکھے اور یہاں کے لوگوں کے ساتھ عید کرے۔

س پاکستان سے روزے رکھتا ہوا سعودی عرب گیا تو عید کس حساب سے کرے گا

چونکہ مذاہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، اس لئے پاکستان سے سعودی عرب پہنچنے کے بعد اس شخص پر سعودی عرب کے مطلع کے احکام لازم ہوں گے، وہ اس کے حساب سے روزے رکھے گا اور ان کے حساب سے عید کرے گا۔ لیکن اس کے روزے تیس سے کم ہیں تو وہ کم دنوں کی احتیاطاً قضا کرے۔

سعودی عرب سے عید کے دن سوار ہو کر پاکستان آیا اور یہاں رمضان ہے: چونکہ مذاہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، اس لئے جو شخص سفر کر کے دور دراز علاقہ میں پہنچے گا تو اس پر وہاں کے جغرافیائی حالات کے اعتبار سے شرعی احکام لازم ہوں گے۔ (تفسیر تبیان القرآن علامہ سعیدی ۱/۶۸۴-۶۸۵)

رمضان اور پاکستان

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ! حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے ارشاد عالی کی روشنی میں اللہ کے مہینے (شہر اللہ) یعنی رمضان المبارک کا آغاز ہو چکا ہے۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا!

﴿شهر عظيم شهر مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر﴾

ترجمہ: عظمت والا مہینہ، برکت والا مہینہ، ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ یہی رات ہے۔ جسے قرآن پاک میں لیلۃ القدر کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کا تعارف کراتے ہوئے سب سے پہلے فرمایا

﴿انا انزلنه فی ليلة القدر ○ وما ادراك ما ليلة القدر ○ ليلة القدر خير من الف شهر ○﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔ اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یہ ماہ مقدس حسنات و برکات کا موسم بہار ہے۔ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے ایک فرض کے برابر، اور ایک فرض دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر، کسی کا روزہ افطار کرائیں تو انعام؟ گناہوں کی بخشش، جہنم سے گردن کی آزادی اور روزہ دار کے برابر ثواب بغیر اس کے کہ اس کا ثواب کم ہو، اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلائے تو حضور ﷺ نے فرمایا "اللہ اس کو میرے حوض سے سیراب فرمائے گا جو دخول جنت تک پیاسا نہیں ہوگا۔

مگر اس شرف و بزرگی کا سبب کیا ہے، یہی نا کہ اس میں ایک ایسی رات بھی ہے جس میں اللہ کا کلام نازل ہوا۔ اللہ کے کلام کی نسبت سے یہ اللہ کا مہینہ بن گیا پھر، جیسے اللہ کا بندہ دوسرے بندوں سے افضل و اعلیٰ ہوتا ہے (حالانکہ حقیقت میں سب اللہ کے بندے ہی تو ہیں) یونہی اللہ کا مہینہ دوسرے مہینوں سے افضل و اعلیٰ ہے (حالانکہ دوسرے مہینے بھی اللہ ہی کے ہیں)

اسی برکت و رحمت والے مہینے کی اسی برکت و رحمت والی رات جس میں قرآن پاک نازل ہوا، ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام بھی عمل میں آیا۔

پاکستان اور اہل پاکستان کیلئے اس سے زیادہ امید افزا بات کیا ہو سکتی ہے کہ یہ قدر والا ملک قدر والے مہینے کی قدر والی رات میں قدر والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر والی امت کیلئے بنا۔ تحریک پاکستان کے عظیم لیڈر استاذی المکرم حضرت مولانا محمد بخش مسلم علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق جب قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ "آپ نے پاکستان کیوں بنایا"؟ تو فرمایا، میں ایک کامیاب وکیل ہوں اور کامیاب وکیل وہ ہوتا ہے جو جج کے منشاء طرز عمل کو سامنے رکھے۔ میرا ایمان ہے کہ روز حشر بھی ایک جج ہوگا، اس کا طرز عمل یہ ہے کہ کوئی اس کے سامنے اس کے نبی (ﷺ) کا نام پاک لے تو وہ بخش دیا کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں وہ جب مجھ سے پوچھے گا "محمد علی جناح! تو نے پاکستان کیوں بنایا" میں عرض کروں گا، اے اللہ! میں نے تیرے نبی (ﷺ) کے امتیوں کیلئے پاکستان بنایا، مجھے امید ہے، حضور اقدس ﷺ کا نام لیتے ہی وہ مجھے بخش دے گا۔ اب اوپر کے قدر والے جملے میں 'قدر والے قائد' کا اضافہ بھی کر لیں، بلکہ چند اضافے اور بھی کر لیں اور جملہ یوں بنالیں' قدر کے مالک اللہ کے فضل سے قدر والے نبی ﷺ کی برکت سے قدر والے قائد نے یہ قدر والا ملک قدر والے مہینے کی قدر والی رات کی قدر والی ساعتوں میں قدر والے نبی ﷺ کی قدر والی امت کیلئے بنایا۔ واللہ۔ ہم اہل پاکستان بھی اس قدر والے ملک کی قدر کر سکتے۔ مگر تمام ایمانی، روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کر کے اپنی قدر بھی کھو دی، مرقد اقبال علیہ الرحمۃ سے اب بھی آواز آ رہی ہے، کاش ہم اسے گوش ہوش سے سن سکتے۔

تو مرد میداں ، تو میر لشکر نوری حضوری تیرے سپاہی
کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی یہ بے سوادی، یہ کم نگاہی

سچ پوچھیں تو ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ

"کچھ قدر ہم نے اپنی نہ جانی"

وہ قوم جو توحید پر یقین بھی رکھتی ہو پھر بھی مشرکوں کی خیرات سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہو اور خدا کے بندے ہو کر خدا کے منکروں پر انحصار رکھیں ، اس سے زیادہ تکلیف دہ صورت حال کیا ہو سکتی ہے؟

وہ قوم جو خدا کے سب سے سچے ، سب سے بڑے اور سب سے آخری رسول امام الانبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی امت ہو کر اقوام عالم کی امامت کرنے کے بجائے ان کے قدم بقدم بھی نہ ہو بلکہ سب سے زیادہ عروج پر ہونے کے برعکس سب سے زیادہ پستی میں ہو، کتنے دکھ کی بات ہے

وہ قوم جس کے پاس عیب وریب سے پاک قرآن کریم جیسا آسمانی دستور ہو، جو تمام علوم کا سرچشمہ ہدایت کا لاجواب منبع ، دو جہان کی خیر وفلاح کا داعی ، افراد و اقوام کو قعر مذلت سے نکال کر مہ و پروین پر کمندیں ڈالنے کا گر سکھانے والا ہے، پھر بھی ظن وتخمین میں کھوئی ہوئی ہو، کتنا پریشان کن ہے۔

وہ قوم جس کے آباء و اجداد نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق سے سرشار ہو کر چار دانگ عالم میں حق کا پھریرا لہرایا تھا، بحر و بر پر حکومت کی تھی ، دشت و کوہ جن کی اذان سے گونجتے تھے، اتنا شاندار اور تابناک ماضی رکھنے کے باوجود اپنے عقائد، اپنی تہذیب اور اپنی تاریخ کے بارے میں احساس کمتری کا شکار رہے، اس سے زیادہ خود ناشناسی کیا ہو سکتی ہے۔

ذرا اپنی داستان پر غور تو کریں ، کس میدان میں اللہ نے ہماری عزت نہیں رکھی ، کس مشکل میں اللہ کے نبی ﷺ نے ہماری دستگیری نہیں فرمائی ، کس موقعے پر اللہ والے ہمارے کام نہیں آئے قرآن پاک نے سچ فرمایا تھا۔

"انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یو تون الزکوٰۃ و ھم راکعون" (المائدہ، ۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ (کنز الایمان)

جب بھی اللہ کے حضور صدق دل سے گڑگڑائے ، اللہ کے نبی ﷺ سے فریاد کی ، اللہ والوں کی دہائی دی ، شکست فتح میں بدل گئی ، کفر و شرک کے لشکر بھاگ گئے ، کملی والے آقا علیہ التحیۃ والثنا کے غلام جیت گئے۔

؎ جیت گئے اسلام کے غازی ، ہر گئی آخر کفر کی بازی
جھک نہ سکا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم !

۱۹۶۵ء میں یہی ہوا تھا۔ اللہ والے کہاں نہیں پہنچے اور کس کس محاذ کو انھوں نے نہیں سنبھالا۔ اسے فی الحال رہنے دیجئے قیام پاکستان پر ہی غور کیجئے۔ انگریز اور ہندو دونوں متحد اور دونوں بظاہر طاقتور۔ ان کے مقابلے میں اہل ایمان کتنے تھے۔ نہایت قلیل ، عقلاً پاکستان کا بننا ناممکنات سے تھا، اسی وجہ سے 'مسلمانوں' میں جو محض عقل کے بندے تھے (اور عشق وایمان سے اکثر محروم) وہ قائد اعظم کا ساتھ دینے کو اپنے تاریک مستقبل کی ضمانت وعلامت سمجھتے تھے۔ مگر ہوا کیا؟ خود حضور پرنور ﷺ نے اپنے غلاموں کی ہمت بندھائی اور پاکستان کی بشارت دی ، اور یہ بشارت اس تواتر سے ہوئی کہ کوئی آدمی کسی وہم کا شکار ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس سے پہلے کا ایک بابرکت جملہ بھی جو امام زہری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور ضیاء القرآن میں تفسیر مظہری سے نقل کیا گیا ذہن نشین کر لیں۔

ترجمہ: "اسے شب قدر اسلئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر والی کتاب بڑی قدر والے رسول ﷺ پر بڑی قدر والی امت کیلئے نازل فرمائی"

"قیل سمیت بذالک لا نہ انزل فیھا کتابا ذاقدر علی رسول ذی قدر علی اُمۃ ذات قدر"

بہر حال ہمارا اصل سرمایہ حیات سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی ہے، پاکستان بنا کر ہمیں اس رشتے کو مضبوط کرنا چاہئے تھا، مگر ہم سے یہ نہ ہو سکا، جس اسلام کا بار بار نام لیا گیا تھا، یہاں اس کی حکومت ہونی چاہئے تھی ، مگر افسوس ہمارے جھوٹے حکمرانوں نے اس طرف بھی توجہ نہیں دی ، ہمیں قائد اعظم کے ارشادات کی روشنی میں اسے اسلام کی تجربہ گاہ بنانا چاہئے تھے، تا کہ دنیا اللہ کے دین کی برکات سے روشناس ہو اور زمانہ کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرلے کہ اسلام انسان کیلئے اور خصوصاً انسانیت کیلئے کتنا ضروری ہے۔ افسوس ہم کچھ بھی نہ کر سکے۔

ہماری غفلت یہاں تک پہنچی کہ نبوت کے جھوٹے مدعی مسیلمۂ پنجاب مرزائے کذاب کی ناپاک امت کو یہاں کھیل کھیلنے کا پورا موقع دیا گیا اور امت مسلمہ کی ان گنت قربانیوں کے باوجود بلکہ دستور میں اسے اقلیت قرار دینے کے باوجود کلیدی اسامیوں پر اس کے نا اہل فرزندوں کو براجمان کیا گیا، ان بدبختوں نے ہر کہیں پاکستان کو بدنام کیا مگر کارکنان پاکستان نے ہر موڑ پر ان کی ناز برداری کی اور آج تک یہی سلسلہ جاری ہے

مسائل دینیہ

﴿محقق دوراں جناب مفتی علامہ محمد نصر اللہ نقشبندی قادری آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھ کو علم کے نور سے کر دے ضیا جبیں — اور علم دین ہو فضل عاشق ھدی کے واسطے
میں ہوں اسیر نفس، باعیب بے ہنر — نصر من اللہ قرب سے طٰہٰ کے واسطے
یا رب اپنے محبوب کا جلوہ دکھا دے — اس حسن مجسم کا سپنا دکھا دے
بس میرے دل کی یہی دعا ہے مالک — اس مجلہ کو لکھنے اور پڑھنے والے کو مدینہ دکھا دے

وسیلہ اولیاء س: السلام علیکم حافظ صاحب سوال یہ ہے کہ میرے ایک دوست ساجد صاحب کہتے ہیں وسیلہ صرف حضور ﷺ کا ہے باقی کسی کا جائز نہیں کسی ولی وغیرہ کا (۲) نماز کے بعد ذکر کرنا غلط ہے دوسروں کی نماز میں خلل آتا ہے لہذا تم لوگ غلط ہو۔ اس کی وضاحت فرما دیں جزاک اللہ خیرا۔ (شہزاد عطاری شاہدرہ لاہور)

ج چلو شکر ہے اللہ کا نبی کریم ﷺ کا وسیلہ تو مان لیا ہے باقی رہا اولیاء اللہ کا وسیلہ تو اس کا فیصلہ صحابہ کرام اور نبی کرام ﷺ سے کرواتے ہیں کسی بات کو نا جائز کہنا آسان نہیں اس پر دلائل کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ ہر آدمی جو چاہے حلال کو حرام اور جائز کو نا جائز کہہ کر ایک نئی شریعت گڑھ لے گا اگر ان کے پاس قرآن وحدیث سے کوئی دلیل ہے تو پیش کریں دیر کس بات کی ورنہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یاد رکھیں ﴿اور تمہاری زبانیں جو جھوٹ بیان کرتی ہیں تو (اپنی طرف سے) نہ کہو کہ یہ حلال ہے یہ حرام ہے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے ☆ تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورہ النحل 116-117 پارہ ۱۴ رکوع ۲۱) یہ نبی ولی کی تفریق اپنی طرف سے ہے قرآن وحدیث سے اس پر ایک بھی دلیل نہیں ہے اس کے برعکس بہت سے مضبوط دلائل ہیں جن کا جواب نہیں۔ سوال یہ ہے کہ مخلوق وسیلہ بن سکتی ہے کہ نہیں اگر کہو نہیں تو قرآن کا انکار ہے اور اگر کہو کہ ہاں بن سکتی ہے۔ تو اللہ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ مخلوق ہے اس میں نبی ولی کی تفریق نہیں چل سکتی۔ اور ساری مخلوق سے افضل اولیاء کرام ہیں اور انبیاء کے بعد اولیاء کرام کا درجہ ہے، چاہے وہ صحابہ ہوں یا اہل بیت ہوں یا حضور غوث اعظم ہوں یا دیگر ولی۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے ﴿اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔﴾ (سورہ المائدہ آیت ۳۵) کہتے ہیں اس سے مراد اعمال ہیں، اللہ کے بندو اعمال بھی تو مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو (الصافات:۹۶) جب عام مخلوق وسیلہ بن سکتی ہے تو اولیاء ساری مخلوق سے افضل ہیں وہ بدرجہ اولی وسیلہ بن سکتے ہیں خلق سے اولیاء اور اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلی ہمارا نبی ﷺ

بخاری شریف کی حدیث میں ان تین آدمیوں کا ذکر ہے جو غار میں پھنس گئے تھے تو انہوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا تو ان کی مشکل آسان ہو گئی۔ (بخاری حدیث 3465) تو جن چیزوں کا انہوں نے وسیلہ پیش کیا تھا کیا وہ اللہ کے نبی تھے؟ ہرگز نہیں صرف اعمال کا وسیلہ تھا تو اعمال بھی مخلوق چنانچہ اولیاء کا وسیلہ ثابت ہو گیا۔

تمام غیر مقلدین کے امام محمد بن علی الشوکانی لکھتے ہیں:

صالحین بزرگانِ دین کے توسل پر وہ حدیث دلیل ہے جس میں صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے چچا کو اپنی دعا میں وسیلہ بنایا تھا اللھم اِنَّا نَتَوَسَّلُ الیکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَسْقِنَا۔ اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے عم محترم کا وسیلہ پیش کر رہے ہیں ہم پر بارش نازل فرما۔
(بخاری حدیث: ۱۰۱۰ کتاب الاستسقاء، تحفۃ الذاکرین فصل فی آداب الدعاء ص: (۵۰) کیا آپ کے دوست کو حضرت فاروق اعظم کا فیصلہ بھی قبول نہیں ہے۔
کیا ساجد صاحب فاروق اعظم سے زیادہ اسلام کو سمجھنے والے ہیں؟
نبی کریم ﷺ نے حضرت فاروق اعظم کو فرمایا: تمہارے پاس حضرت اویس قرنی آئیں گے فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ یَسْتَغْفِرَ لَکَ فَافْعَلْ اگر ہو سکے تو ان سے دعا کرانا (مسلم 2542 مشکوۃ 6266) یہ ولی کی دعا کے وسیلہ کا حکم کون دے رہا ہے؟ حضرت اویس قرنی صحابی نہیں تابعی ہیں۔
حضرت فاروق اعظم نے عمرہ کی اجازت طلب کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے میرے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک رکھنا، اور ہمیں نہ بھولنا۔
(ترمذی 3562، مشکوۃ 2248 کتاب الدعوات) ولی سے دعا کرانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور یہ ہماری تعلیم کے لئے تھا

صحابی کے وسیلہ سے فتح حاصل ہوگی: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر بھیجا جائے گا تو وہ کہیں گے دیکھو تم میں نبی کا کوئی صحابی موجود ہے؟ تو ایک صحابی پائے جائیں گے تو فتح حاصل ہو جائے گی، پھر دوسرا لشکر بھیجا جائے گا تو وہ کہیں گے تم میں کوئی ایسا ہے جس نے نبی کے صحابہ کو دیکھا ہو یعنی تابعی پھر انہیں فتح حاصل ہوگی۔ پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو تبع تابعین کی برکت سے فتح حاصل ہوگی۔ (مسلم 3649 مشکوۃ 6009)
مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں: یعنی نبی کریم ﷺ کے فرمان کا مطلب ہے کہ ہمارے بعد صحابہ کے طفیل سے پھر صحابہ کے بعد تابعین اور تابعین کے بعد تبع تابعین کے طفیل سے ان کے وسیلہ سے جہادوں میں فتح نصیب ہوگی۔ اس حدیث سے توسل اولیاء کا ثبوت ہوا اور یہ کہ اولیاء اللہ کے وسیلہ سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں جہادوں میں فتح نصیب ہوتی ہے لکڑی کی طفیل لوہا بھی تر جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کے لئے اولیاء اللہ کی تلاش کرنا سنت المسلمین ہے اور حضور ﷺ کو محبوب ہے۔ (مراۃ ج ص ۲۸۳)
آج سے سات سو سال قبل کے عالم وفقیہ علامہ ابن حاج مالکی متوفی ۷۳۷ھ کا نظریہ
پھر اپنی حاجات کے پورا ہونے میں اور اپنے گناہوں کی مغفرت میں قبرستان کے صالح بزرگوں کا وسیلہ پیش کرے پھر اپنی ذات کے لئے اور اپنے والدین اپنے اساتذہ اور اپنے شیخ کے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے اور اس قبرستان کے اموات کے لئے اور عام مسلمان اموات کے لئے اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے دعا کرے اور اس قبرستان کے اموات کا بکثرت وسیلہ پیش کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں چنا اور فضیلت و کرامت بخشی فَکَمَا نَفَعَ بِهِمْ فِی الدنیا فَفِی الاخرۃِ اَکْثَرُ پس جس طرح اُس نے دنیا میں ان کے ذریعہ فائدہ پہنچایا آخرت میں اس سے زیادہ نفع پہنچائے گا۔

﴿فَمَنْ اَرَادَ حَاجَۃً فَلْیَذْهَبْ اِلَیْهِمْ وَیَتَوَسَّلْ بِهِمْ فَاِنَّهُمُ الْوَاسِطَۃُ بَیْنَ اللهِ تعالی وَخَلْقِهِ﴾

اور جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو اُسے چاہیے قبرستان جائے اور اُن کے وسیلے سے دعا کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں۔
﴿وَقَدْ تَقَرَّرَ فِی الشَّرْعِ وَعُلِمَ مَا للهِ تعالی بِهِمْ مِنَ الْاِعْتِنَاءِ وَذَالِكَ كَثِیْرٌ مَشْهُوْرٌ وَمَازَالَ النَّاسُ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْاَكَابِرِ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا یَتَبَرَّكُوْنَ بِزِیَارَۃِ قُبُوْرِهِمْ وَیَجِدُوْنَ بَرَكَۃَ ذٰلِكَ حِسًّا وَمَعْنًی﴾ اور یہ چیز شریعت میں ثابت ہے اور تمام دنیائے اسلام میں شرق سے لے کر غرب تک تمام علماء اور اکابر مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور ان کی برکات سے ظاہری اور باطنی فیض یاب ہوتے ہیں۔ (مدخل ج ۱ ص: ۲۱۱-۲۱۲)

حضرت ابن عمر کا عقیدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَیَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِائَۃِ اَھْلِ بَیْتٍ مِنْ جِیْرَانِہِ الْبَلَاءَ﴾ بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمانوں کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلا دور کرتا ہے۔ (رواہ الطبرانی تفسیر ابن کثیر سورہ بقرہ آیت: ۲۵۱) الترغیب والترہیب حدیث: ۳۷۸۷)

حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن مسعود کا عقیدہ ﴿یا علی یا غوث کے نعرہ کا جواز﴾

حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا وَاَرَادَ عَوْنًا وَھُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِی یا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِی یا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِی فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا یَرَاھُمْ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔ (رواہ الطبرانی وابن السنی، کتاب الاذکار از امام نووی، ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص: ۲۷) الامن والعلی ص ۲۵۴)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ لگانا یا علی مدد یا غوث اعظم کہنا بالکل جائز ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ نعرہ حیدری نعرہ تحقیق کے بعد لگے گا قرآن میں یہی ترتیب ہے نبیوں کے بعد صدیقوں کا مقام ہے پھر شہیدوں کا۔ اگر ہم اس ترتیب کو چھوڑ کر نعرہ رسالت کے بعد نعرہ حیدری لگائیں تو عملی طور پر ہم نے شیعوں کا عقیدہ خلافت بلافصل والا قبول کر لیا۔

حضرت عبادہ کا عقیدہ ﴿اولیاء کرام کی طفیل بارش اور امداد ملتی ہے﴾

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اَلْاَبْدَالُ فِی اُمَّتِی ثَلَاثُوْنَ بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَ بِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَ بِھِمْ تُنْصَرُوْنَ﴾ ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب سے تم پر مینہ برستا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (رواہ الطبرانی بسند صحیح، ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص: ۲۷) الامن والعلی ص ۵۷)

حضرت علی کا عقیدہ ﴿اولیاء کرام دافع البلاء حاجت روا ہوتے ہیں﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے ﴿یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ﴾ انہیں کے سبب مینہ دیا جاتا ہے، انہیں کے سبب دشمنوں پر مدد ملتی ہے انہیں کے باعث اہل شام سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے ﴿وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرَقُ﴾ اور انہیں کے سبب اہل زمین سے بلا اور غرق دفع ہوتا ہے۔ وفی روایۃ ﴿وَبِھِمْ یُرْزَقُوْنَ﴾ انہیں کے وسیلہ سے رزق ملتا ہے۔ (رواہ احمد بسند صحیح، ابن عساکر، طبرانی فی الکبیر)

بعد از وصال اولیاء کرام کا وسیلہ: شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: امام حاکم نے کہا ﴿سَمِعْتُ اَبَا عَلِی النَّیْسَابُوْرِی یَقُوْلُ: کُنْتُ فِی غَمٍّ شَدِیْدٍ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّہٗ یَقُوْلُ: صِرْ اِلٰی قَبْرِ یَحْیٰی بْنِ یَحْیٰی وَاسْتَغْفِرْ وَسَلْ تُقْضَ حَاجَتُکَ فَاَصْبَحْتُ فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَقُضِیَتْ حَاجَتِی﴾ میں نے ابو علی نیشاپوری سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک مرتبہ سخت غمگین تھا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا آپ ﷺ نے فرمایا: "یحیٰ بن یحیٰ کی قبر پر جا وہاں جا کر استغفار کر اور سوال کر تیری حاجت پوری ہو جائے گی،،وہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے یہ کام کیا یعنی اُن کی قبر پر حاضری دی تو میری حاجت پوری ہو گئی۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۲۶۰)

امام شافعی فرماتے ہیں: ﴿اِنِّی لَاَتَبَرَّکُ بِاَبِی حَنِیْفَۃَ وَاَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِی حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی عِنْدَ قَبْرِہٖ فَتُقْضٰی سَرِیْعًا﴾ میں امام ابو حنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے

پاس اللہ سے سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔(ردالمختار،تاریخ بغداد)

مخالفین سے وسیلہ اولیاء کا ثبوت

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل في الدعوات بالأنبياء والصالحين من الأولياء والشهداء والصديقين في حياتهم وبعد وفاتهم بأن يقول في دعائه اللهم إني أتوسل إليك بفلان أن تجيب دعوتي وتقضي حاجتي إلى غير ذلك. ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء واولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے اُن کی حیات میں یا بعد وفات، بایں طور کہے کہ یااللہ میں تجھ سے بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت چاہتا ہوں اور اسی جیسے اور کلمات کہے۔(تمام علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب ,,المہند علی المفند،، صفحہ نمبر ۳۷)

علماء اہلحدیث اور بعداز وصال وسیلہ:

صحاح ستہ کے غیر مقلد مترجم وحید الزماں اپنی کتاب ,,ہدیۃ المہدی،، کے شروع میں لکھتے ہیں.

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْنِي فِي تَالِيْفِ هَذَا الكتابِ وَاِتْمَامِهِ بِالْأَرْوَاحِ الْمُقَدَّسَةِ مِنَ الأنبياءِ وَالصَّالِحِيْنِ والملائكةِ الْمُقَرَّبِيْنَ سيما روح امامنا الحسن بن علي وروح شيخنا عبد القادر الجيلاني وروح شيخنا احمد المجدد للالف ثاني وابن تيميه حراني ... الہی اس کتاب کی تالیف واتمام میں انبیاء وصالحین اور ملائکہ مقربین کی ارواح مقدسہ سے میری مدد فرما بالطور خاص ہمارے امام حضرت حسن بن علی اور شیخ عبد القادر جیلانی اور ابن تیمیہ اور احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم کی ارواح سے میری مدد فرما۔(ہدیۃ المہدی)

آپ اپنے دوست سے پوچھو آپ کے ان علماء پر کیا فتویٰ لگے گا جو اولیاء کرام کا وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں وہ زیادہ عالم تھے یا آپ؟

بچ گے تم اور نہ ساتھی تمہارے ☆ گر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

نماز کے بعد ذکر ودعاء سنت رسول اللہ ﷺ ہے

﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلاَةَ فَاذْكُرُوا اللهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلَى جُنُوْبِكُمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: پھر جب نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔(سورہ النساء آیت ۱۰۳)

اس سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد جو بلند آواز سے کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھتے ہیں وہ جائز بلکہ بہتر ہے یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔ (تفسیر نورالعرفان)

نماز کے بعد بہت سے ذکر منقول ہیں لیکن کلمہ طیبہ پڑھنا یا چوتھا کلمہ پڑھنا بہت بہتر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: افضل ذکر ﴿لا الـه الا الله﴾ اور افضل دعا ﴿الحمد لله﴾ ہے (ترمذی 3383 مشکوٰۃ کتاب الدعوات 2306)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر فرض کے بعد یہ دعا کرتے تھے ﴿لا إلـه الا الـلـهُ وَحْدَهُ لاشريكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٍ اَللّٰهُم لامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلا مُعْطِيَ لِمَامَنَعْتَ وَلا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ﴾ الہی جو تو عطا کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو روک لے اسے کوئی عطا نہیں کرسکتا اور تیرے مقابل مال دار کو مال نفع نہیں دے سکتا۔(بخاری 844 مسلم 593 مشکوٰۃ 962)

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر: ذکر جہر کے وقت آواز بہت بلند نہیں بلکہ درمیانی ہونی چاہئے وہ لوگ جو اب نماز میں خلل آنے کے بہانہ سے ذکر روکنے کی کوشش کرتے ہیں وہ خود ایام تشریق میں ۹ ذوالحجہ سے ۱۲ تک بلند آواز سے تکبیریں کہتے ہیں کیا اس وقت خلل نہیں آتا بلکہ مکہ مدینہ میں سپیکر میں تکبیریں کہی جاتی ہیں اگر اس وقت جائز ہیں تو اب بھی جائز ہیں اس حدیث کی وجہ سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے

ہیں کہ اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَةِ کَانَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ... نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں فرض نماز پڑھ لینے کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا معمول تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب میں یہ ذکر سنتا تو مجھے پتہ چل جاتا کہ لوگ نماز ختم کر چکے ہیں۔(مسلم کتاب المساجد باب الذکر بعد الصلاۃ حدیث 583-1219)

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں اس حدیث میں نماز کے بعد ذکر بالجہر کے جواز پر دلیل ہے۔(فتح الباری ج ۲ ص ۳۲۵)

شارح بخاری علامہ عینی لکھتے ہیں: اس حدیث سے بعض متقدمین نے جماعت کے بعد با آواز بلند تکبیر کہنے اور ذکر بالجہر کے استحباب پر استدلال کیا ہے۔(عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۳۶)

شہزاد صاحب آپ کے دوست ان دلائل قاطعہ کی روشنی میں غور فرمالیں کہیں وہ خود ہی غلط نہ ہو۔صحابہ کرام اور محدثین مفسرین اور پوری امت کو غلط کہنے کی بجائے خود اپنی اصلاح فرمالیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔(ترمذی 2167 مشکوۃ 173

ٹیلی فون پر نکاح: س: کیا ٹیلی فون یا انٹرنیٹ پر نکاح کرنا جائز ہے جبکہ انٹرنیٹ پر کیمروں کے ذریعے دونوں طرف کی کاروائی دیکھی جاسکتی ہے۔علامہ شبیر احمد قادری ٹبکا پورہ سیالکوٹ

ج شرائط نکاح میں سے بعض کے مفقود ہونے کی وجہ سے فون یا انٹرنیٹ پر کیا جانے والا نکاح شرعاً درست نہیں۔شرائط نکاح میں سے ایک شرط ایجاب وقبول کا گواہوں کے روبرو ہونا اور تحمل شہادت میں گواہوں کا اتحاد ہے جیسا کہ بدائع الصنائع ،فتاوی شامی اور عالمگیری میں ہے شرائط نکاح میں سے ایک شرط کم ازکم دو گواہوں کا متعاقدین کے کلام کو معاً سننا ہے اگر گواہوں نے ایک کے کلام کو سنا دوسرے کے کلام کو نہ سنا، یا ایک نے ایک کے کلام کو سنا دوسرے نے دوسرے کے کلام کو تو نکاح جائز نہ ہوگا۔(کتاب النکاح ۱-۲۶۸) اور علامہ ابوالحسن علی بن ابوبکر فرماتے ہیں: مسلمان مرد اور عورت کے نکاح کے منعقد ہونے کے لئے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا بطور گواہ موجود ہونا ضروری ہے۔(الہدایہ کتاب النکاح ۱-۳۰۶) بیرون ملک بیٹھے ہوئے لڑکے یا لڑکی کا فون پر ایجاب وقبول کرنا مجلس نکاح کے گواہوں کی موجودگی اور حضوری میں نہیں جبکہ مجلس نکاح میں گواہوں کی موجودگی اور معاً ایجاب وقبول کا سننا شرط ہے۔اور انٹرنیٹ پر اگرچہ گفتگو کرتے ہوئے آدمی نظر بھی آتے ہیں لیکن دراصل یہ ان کا عکس اور تصویر ہوتی ہے وہ خود مجلس نکاح سے کوسوں میل دور دوسرے ملک میں ہوتے ہیں لہذا انٹرنیٹ یا فون پر ایجاب وقبول کا سننا تحمل شہادت وادائیگی شہادت کے لئے شرعاً اور قانوناً غیر معتبر ہے۔نیز نکاح کے لئے تعیین وتمیز ضروری ہے فتاوی عالمگیری میں ہے،،ایک آدمی نے لوگوں سے کہا گواہ رہو میں نے اس عورت سے نکاح کیا جو اس گھر میں ہے تو عورت نے کہا میں نے قبول کیا گواہوں نے عورت کے کلام کو سنا لیکن اس کو دیکھ نہ سکے تو اگر اس گھر میں اکیلی وہ تھی تو نکاح درست ہوگیا اور اگر اس کے ساتھ کوئی دوسری عورت بھی تھی تو نکاح جائز نہ ہوا،،(۱-۲۶۸) اسی طرح فون یا انٹرنیٹ پر ایسی تعیین نہیں ہوسکتی جو شرعاً معتبر ہو لہذا فقہی اصول ،،جب شرط فوت ہوگئی تو مشروط بھی فوت ہوگیا،، کے مطابق مروجہ طریقہ سے کئے جانے والا نکاح باطل ہے۔

جواز کی صورتیں: ایسے غائبانہ نکاح کے جواز کی دو صورتیں ہیں۔(۱) لڑکا بیرون ملک اور لڑکی پاکستان میں ہے تو لڑکا خط یا ٹیلی فون کے ذریعہ نکاح خواں یا کسی شخص کو اپنا وکیل بنادے اور وہ وکیل لڑکے کی طرف سے پاکستان میں ایجاب وقبول کرلے اور یہ ایجاب وقبول حسب دستور دو گواہوں کے سامنے مجلس نکاح میں ہو،اس طرح نکاح منعقد ہوجائے گا اور لڑکی کو لڑکے کے پاس بھیجا جاسکتا ہے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں: اگر غائب کسی حاضر شخص کو وکیل بنادے اور وہ وکیل لڑکی کا نکاح اس غائب شخص سے کردے تو نکاح صحیح ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی طرف خط لکھا اور ام حبیبہ کو نکاح کا پیغام دیا اور نجاشی نے نبی ﷺ سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کردیا کیونکہ وہ سلطان ہونے کے اعتبار سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ولی تھا۔(المبسوط ج ۵ ص ۱۵) لیکن اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے ذرا سی بے احتیاطی یا نکاح خواں کی کم علمی سے اس کا نکاح لڑکے کے وکیل سے ہوسکتا ہے وکیل اپنی طرف سے نہیں بلکہ اپنے مؤکل کی طرف سے قبول کرے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نکاح خواں یا کوئی بھی آدمی بیرون ملک مقیم یعنی غائب کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے خود اپنی مرضی سے کردے اورلڑکی سے کہے کہ میں نے فلاں بن فلاں کا نکاح اتنے حق مہر کے عوض تیرے ساتھ کردیالڑکی کہے میں نے قبول کیا بعدازاں لڑکے کو اطلاع کردی جائے اب لڑکا فوراً گواہوں کے روبرو کہے میرا نکاح میری اجازت کے بغیر فلاں لڑکی سے کردیا گیاتم گواہ رہنامیں اس پر راضی ہوں یامیں نے اسے قبول کیا یامیں اسے جائز قرار دیتا ہوں نکاح منعقد ہوجائے گا اسے نکاح فضولی کہتے ہیں ایسا نکاح غائب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ البتہ صورت اول بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عمل لوط کی سزا: جنازہ کے اعلان میں رضائے الٰہی کہنا چاہئے یا قضائے الٰہی؟

ایک آدمی پوچھ رہا تھا کہ میں نے اپنی بیوی سے مخصوص دنوں میں غیر فطری فعل کیا ہے اس کا کیا کفارہ ہے۔ (محمد اسلام ٹکاپورہ سیالکوٹ)

جنازہ کے اعلان میں رضائے الٰہی کی بجائے قضائے الٰہی کہنا مناسب ہے۔ ایک اللہ کی مشیت ہوتی ہے اور ایک رضا ہر کام اللہ کی مشیت یعنی چاہنے سے ہورہا ہے لیکن ہر کام میں اللہ کی رضا نہیں ہوتی جب ہمیں اللہ کی رضا کا علم نہیں تو خواہ مخواہ اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں اور حدیث پاک میں میت کے لئے جوالفاظ آئے ہیں وہی استعمال کریں اسی میں زیادہ احتیاط ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جب وہاں پہنچے تو انہیں غشی میں پایا تو پوچھا **قَدْ قُضِی** کیا وفات ہوگئی؟ لوگوں نے کہا نہیں یارسول اللہ! تب رسول اللہ ﷺ روئے جب قوم نے نبی کا رونا دیکھا تو وہ بھی رونے لگی تو حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتا، اپنی زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔ (بخاری ۱۳۰۴)

اس حدیث میں قضاء کا لفظ آیا ہے لہٰذا اعلان کے وقت بھی قضاء الٰہی کہنا چاہئے نہ کہ رضا الٰہی اسی طرح لوگ جو بھی ایکسیڈنٹ وغیرہ میں فوت ہو اسے شہید کہنا شروع کردیتے ہیں حالانکہ شہید وہ ہوتا ہے جس کا عقیدہ اور عمل صحیح ہو۔ جنگ خیبر میں صحابہ کرام بیٹھے ہوئے باتیں کررہے تھے کہ فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے یہاں تک کہ ایک شخص کے بارے میں جب کہا کہ وہ بھی شہید ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے مال غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی۔ (مسلم حدیث ۱۱۴) جب ایک چادر چرانے والا شہید نہیں تو مسلمانوں کا لاکھوں کا مال لوٹنے والے حاکم اور افسران شہید کیسے کہلا سکتے ہیں۔

عورت سے غیر فطری فعل: اپنی بیوی سے مخصوص دنوں یا عام دنوں میں غیر فطری فعل حرام سخت حرام ہے جہنم میں جانے والا کام ہے اس سے توبہ کرنا ضروری ہے یہ بیماری بہت پھیل گئی ہے لوگ حد سے تجاوز کرگئے ہیں۔ کیبل نے ان تباہ کرکے رکھ دیا ہے اور اسلامی طریقہ کو چھوڑ کر جو فعل بھی اپنایا جائے اس سے دنیوی نقصان بھی ہوگا اور اخروی بھی ایسے خبیثوں کو دنیا میں یہ سزا ملتی ہے کہ انہیں اولاد کی نعمت سے محروم کردیا جاتا ہے اور ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں جن کا علاج ہی نہیں اگر کوئی غلیظ انسان ایسی حرکت کرتا ہے تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ عدالت میں اس ظلم کے خلاف درخواست دے کر طلاق حاصل کرے یا کم از کم ایسے ظالم اور ملعون انسان کو معاشرے میں یا میکے میں ضرور بے نقاب کرے ورنہ وہ بھی مجرم ہوگی جرم پر تعاون کرنا بھی جرم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (سورۃ المائدہ آیت ۲)

اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ ایسا فعل کا مرتکب جانوروں سے بھی بدتر ہے کہ جانور بھی ایسا مکروہ فعل نہیں کرتے اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا تھا لیکن یہ **اسفل السافلین** اور **بل ھم اضل** کی پستیوں میں گر رہا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو حائضہ عورت سے جماع کرے یا عورت کے پاخانے کی جگہ یا کاہن کے پاس جائے **فقد کفر بما أنزل علی محمد** تو اس نے محمد مصطفیٰ ﷺ پر اترے ہوئے کا انکار کردیا۔ (ترمذی حدیث ۱۳۵ مشکوۃ کتاب الطہارۃ باب الحیض الفصل الثانی)

اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں لکھتے ہیں: یعنی یہ تینوں شخص قرآن وحدیث کے منکر ہو کر کافر ہو گئے خیال رہے کہ یہاں سے شرعی کفر ہی مراد ہے اسلام کا مقابل اور ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو عورت سے دبر میں یا حالت حیض میں صحبت کو جائز سمجھ کر صحبت کریں اور اگر فسق سمجھ کر یہ کام کریں تو فسق ہے کفر نہیں حائضہ سے صحبت کرنے کی حرمت نص قرآنی سے ثابت ہے اور عورت کی دبر میں صحبت کی حرمت قطعی قیاس سے ثابت ہے ان دونوں کا منکر کافر ہے۔(مراۃ ج۱ ص۳۴۰)

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی حق بات سے نہیں شرماتا **لاتاتوا النساء فی ادبارھن** عورتوں کے پاس ان کی دبروں میں نہ جاؤ۔(ترمذی 164 مشکوۃ کتاب النکاح باب المباشرہ 3192 الفصل الثانی)

اس حدیث کے تحت مفتی احمد یار خاں لکھتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ ہم حق بات کہنے سے نہیں شرماتے ہر مسئلہ ظاہر فرما دیتے ہیں مگر چونکہ آپ کا فرمان دراصل حق تعالی کا ارشاد ہے اسی لئے اس کو رب کی طرف نسبت فرمایا اس میں علماء کو تاکید ہے کہ شرم کی وجہ سے شرعی مسائل بیان کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ النساء سے مراد مطلقا عورتیں ہیں خواہ اپنی بیویاں ہوں یا لونڈیاں خیال رہے کہ اجنبی عورت سے دبر میں صحبت زنا کے حکم میں ہے اور جس کی سزا زنا کی طرح ہے، اپنی بیوی سے دبر میں صحبت کرنا حرام تو ہے مگر اس پر زنا کی سزا نہیں بلکہ تعزیر ہے (تعزیر میں قتل بھی کیا جاسکتا ہے) لڑکے سے دبر میں صحبت سخت حرام ہے فاعل قتل کیا جائے گا مفعول اگر دیوانہ ہو یا بہت چھوٹا بچہ ہو یا مجبور کیا گیا ہو تو اس پر سزا نہیں ورنہ وہ بھی سزا کا مستحق ہے۔ فقیر کی تحقیق یہ ہے کہ دبر میں صحبت کی حرمت کا انکار کفر ہے اس کی قطعی حرمت قیاس قطعی سے ثابت ہے۔(مراۃ ج۵ ص۷۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی لعنتی ہے جو اپنی بیوی کے پاس اس کی دبر میں جائے۔(ترمذی ابوداود 2162 مشکوۃ کتاب النکاح باب المباشرہ 3193 الفصل الثانی) یعنی جب اپنی بیوی یا لونڈی سے دبر میں صحبت کرنے والا لعنتی ہے تو اجنبی عورت سے یہ حرکت کرنے والا کیسا مردود لعنتی اور جہنمی ہوگا۔(مراۃ ج۵ ص۷۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی اسے نظر رحمت سے نہ دیکھے گا جو لڑکے کے پاس یا عورت کے پاس دبر میں جائے۔(ترمذی 1165 مشکوۃ کتاب النکاح باب المباشرہ 3195 الفصل الثانی) یعنی ایسے شخص کو اللہ روز قیامت نظر رحمت سے نہ دیکھے گا یعنی یہ شخص انتہائی بدبخت ہے کہ قیامت میں رحمت الٰہی سے محروم ہے قرآن کریم میں یہ کلمہ کفار کے لئے بطور اظہار غضب ارشاد ہوا ہے تو جو رب کی رحمت سے محروم ہوا وہ جہنمی ہوا یہ احادیث ظنیہ ہیں ان سے حرمت قطعیہ ثابت نہیں ہو سکتی اسی لئے فقہاء وعلماء اصول نے اس فعل کی قطعی حرمت قیاس قطعی سے ثابت کی ہے۔انہوں نے وطی بحالت حیض پر قیاس فرمایا۔(مراۃ ج۵ ص۷۶) لڑکے سے بدفعلی از روئے قرآن کریم حرام قطعی ہے مگر عورت سے دبر میں صحبت از روئے قیاس حرام قطعی ہے لہذا اس حرمت کا منکر بھی کافر ہے جو کوئی عورت سے اس فعل کو حلال جانے وہ مرتد واجب القتل ہے۔

عمل لوط کا شرعی حکم: مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں: اغلام (یعنی بدفعلی) تو ایسی بری چیز ہے کہ جانور بھی اس سے متنفر ہیں سوائے خنزیر کے۔لڑکوں سے اغلام حرام قطعی ہے اس کے حرام ہونے کا منکر یعنی انکار کرنے والا کافر ہے۔لوطی (یعنی اغلام باز) مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔(نور العرفان ص۲۵۵)

اغلام باز کی دنیا میں سزا: حنفی مذہب میں اغلام باز کی سزا یہ ہے کہ اس کے اوپر دیوار گرا دیں یا اونچی جگہ سے اس کو اوندھا کر کے گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا اسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مر جائے یا توبہ کر لے۔یا چند بار یہ فعل کیا ہو تو بادشاہ اسلام اسے قتل کر ڈالے (درمختار ج۶ ص ۴۳-۴۴) عوام کے لئے اجازت نہیں کہ بیان کردہ سزائیں دیں، صرف حاکم اسلام دے گا۔

دنیا میں سب سے پہلے شیطان نے بدفعلی کروائی وہ حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم میں اَمرد یعنی حسین خوبصورت لڑکے کی شکل میں آیا اور ان کو اپنی جانب مائل کیا یہاں تک کہ وہ گندہ کام کروانے میں کامیاب ہو گیا اور ان کو ایسا چسکا پڑا کہ وہ اس برے کام کے عادی ہو گئے اور نوبت

یہاں تک پہنچی کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے لگے۔ (مکاشفۃ القلوب) افسوس کا مقام ہے کہ قوم لوط نے بھی اپنی عورتوں سے یہ بدفعلی نہ کی صرف لڑکوں سے کی تو مسلمانوں نے قوم لوط کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود۔ جناب جبریل نے قوم لوط کی پانچوں بستیوں کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان کی طرف بلند ہوئے اور کچھ اوپر جا کر ان بستیوں کو زمین پر الٹ دیا پھر ان پر اس زور سے پتھروں کا مینہ برسایا کہ قوم لوط کی لاشوں کے بھی پرخچے اڑ گئے۔ (عجائب القرآن ص ۱۱۰ تفسیر صاوی ج ۲ ص ۶۹۱)

حسن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم لوط دس کاموں کی وجہ سے ہلاک کی گئی اور میری امت ان سے ایک کام زیادہ کرے گی۔ (وہ دس کام یہ ہیں)

(۱) مردوں کا مردوں سے جنسی خواہش پوری کرنا (۲) غلیل مارنا (۳) کنکر مارنا (۴) حمام میں کھیلنا (۵) دف بجانا (۶) شراب پینا (۷) داڑھی کاٹنا (۸) مونچھیں لمبی رکھنا (۹) سیٹی اور تالی بجانا (۱۰) ریشم پہننا۔ اور میری امت ایک کام اور زیادہ کرے گی، وہ ہے عورتوں کا عورتوں سے جنسی خواہش پوری کرنا۔ (مختصر تاریخ دمشق ج ۲۱ ص ۳۳۰، کنز العمال رقم الحدیث 13014)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جن چیزوں میں سے اپنی امت پر خوف کرتا ہوں ان میں سے بڑی خوفناک چیز قوم لوط کا کام ہے۔ (ترمذی 1457 ابن ماجہ 2563 مشکوۃ کتاب الحدود حدیث 3577) یعنی یہ جرم بدترین بدکاری اور سب سے خطرناک ہے اور میری امت میں عام پھیل جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جسے قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔

(ترمذی 1455 ابن ماجہ 2561 مشکوۃ کتاب الحدود حدیث 3575) اغلام ثابت ہونے کے لئے دو گواہ یا ایک بار اقرار کافی ہے دوسرے جرموں کی طرح کیونکہ یہ زنا نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لعنتی ہے وہ جو قوم لوط کا سا عمل کرے۔ (رواہ رزین) اسی کی ایک رویت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت علی نے ان دونوں کو جلا دیا اور حضرت ابو بکر صدیق نے ان دونوں پر دیوار گرادی۔ (مشکوۃ کتاب الحدود حدیث 3584-3583)

اس سے معلوم ہوا کہ لواطت پر حد نہیں ورنہ سزا میں صحابہ کرام کا اختلاف نہ ہوتا، حد تو مقرر ہوتی ہے جیسے زانی کو سو کوڑے مارنا یا رجم کرنا، چور کے ہاتھ کاٹنا بہر حال یہ حدیث امام ابو حنیفہ کی رحمہ اللہ کی دلیل ہے کہ کہ لوطی پر حد نہیں تعزیر ہے ان صحابہ نے تعزیراً جلا دیا یا دیوار گرا کر ہلاک کر دیا، باقی صحابہ نے اعتراض نہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ لوطی پر حد نہیں۔ (مراۃ شرح مشکاۃ) اس کے متعلق امیر اہل سنت کا ایک مختصر مگر جامع رسالہ ,,قوم لوط کی تباہ کاریاں،، کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

استغاثہ بحضور مفکر اسلام رحمہ اللہ

میری تیرہ زیست پہ نہاں آفتاب کیوں ہے — میں مشتاق رخ انور ہوں رخ پہ نقاب کیوں ہے
میں ذرہ رہگور ہوں تو آفتاب انور — تیری روشنی کے آگے حائل حجاب کیوں ہے
جو غنچہ کھلا تھا تیرے گلشن کی وادیوں میں — اب وہ شکستہ پاں پہ شگفتہ گلاب کیوں ہے
جب تیری بوئے فیض سے معطر ہے — سارا عالم پھر تیرا بندہ آقا ناکامیاب کیوں ہے
میری جبیں کے روشن تارے میرے قرار — اب تک میرا ہر مقصد میرا خواب کیوں ہے
باد صبا کے ٹھنڈے جھونکے مجھے بتا — میرا جگر تنور پہ تپتا کباب کیوں ہے
اسد ہے تیری دید کا مشتاق میرے شیخ — اس کی نگاہ کے سامنے حائل حجاب کیوں ہے

رمضان اور قرآن کی شفاعت

ام ابراہیم نسرین آسوبیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرآنُ هُدًی لِلنَّاسِ

رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کو ہدایت دینے والا ۔(سورہ بقرۃ ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ماہ رمضان کی لیلۃ القدر میں نازل کیا پھر حسب مصلحت تیئس سال میں نبی ﷺ پر مکمل قرآن کو نازل کیا اس کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید کو نازل کرنے کی ابتداء رمضان کے مہینہ میں ہوئی اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ روزہ کو فرض کرنے کے احکام ماہ رمضان میں نازل ہوئے۔

حافظ ابن عساکر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف رمضان کی پہلی شب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات رمضان کی چھٹی شب میں نازل کی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل رمضان کی اٹھارویں شب میں نازل کی اور سیدنا محمد ﷺ پر قرآن رمضان کی چوبیسویں شب میں نازل کیا۔(تاریخ ابن عساکر)

رمضان کے مہینہ میں نزول قرآن کی ابتداء اس وجہ سے کی گئی کہ قرآن اللہ عزوجل کا کلام ہے اور انوار الٰہیہ ہمیشہ متجلی اور منکشف رہتے ہیں البتہ ارواح بشریہ میں ان انوار کے ظہور سے حجابات بشریہ مانع ہوتے ہیں اور حجابات بشریہ کے زوال کا سب سے قوی سبب روزہ ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کشف کے حصول کا سب سے قوی ذریعہ روزہ ہے، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر بنی آدم کے قلوب میں شیطان نہ گھومتے تو وہ آسمانوں کی نشانیوں کو دیکھ لیتے، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید اور رمضان میں عظیم مناسبت ہے، اس لئے نزول قرآن کی ابتداء کے لئے اس مہینہ کو خاص کر لیا گیا (تفسیر کبیر)

رمضان میں قرآن کا دور: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کان رسول اللہ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام اوقات سے بڑھ کر آپ رمضان میں زیادہ سخی ہو جاتے تھے جبکہ جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے تھے اور جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان دنوں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

واہ جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا　　نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

قرآن اور رمضان کی شفاعت: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے اور قرآن یہ دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزے کہیں گے اے میرے رب میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ تو دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی (احمد، ترغیب حدیث ۲۱۱۷) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا. قرآن پڑھو بیشک قرآن کریم اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ (مسلم ترغیب ۲۱۰۷)

قرآن دنیا اور آخرت کا نور ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت فرمائیے تو

آپ ﷺ نے فرمایا: تقویٰ اختیار کرو کیونکہ وہ تمام کاموں کی اصل ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور وصیت فرمایئے، تو فرمایا قرآن کی تلاوت اور ذکر اللہ کو لازم پکڑو بیشک وہ تیرے لئے زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ ہے۔ (ابن حبان ترغیب ۲۱۰۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک آیت سماعت کی اس کے لئے کئی گنا نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جس نے اس کی تلاوت کی تو وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (احمد ترغیب: ۲۱۰۰)

قرآن کی تلاوت دلوں کے زنگ دور کرتی ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان قلوب کو اسی طرح زنگ لگتا ہے جس طرح نمی کی وجہ سے لوہا زنگ پکڑتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس زنگ کو دور کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور تلاوت قرآن کرنا۔ (بیہقی مشکوۃ)

قرآن کے دو نور: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جناب جبریل علیہ السلام موجود تھے تو اس وقت جبریل علیہ السلام نے ایک آواز سن کر آسمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ آسمان کے اس دروازے کے کھلنے کی آواز ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا۔ اس فرشتے نے بارگاہ نبوی میں آ کر سلام عرض کیا اور کہا آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا آخری رکوع۔ آپ ان دونوں سورتوں میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کر دیا جائے گا۔ (مسلم)

حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ قرآن کریم کی کونسی سی سورت مرتبہ کے اعتبار سے عظیم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سورہ اخلاص سائل نے پھر معلوم کیا کہ کونسی آیت مرتبہ میں اعلیٰ ہے؟ فرمایا: آیت الکرسی، اس کے بعد سائل نے پھر معلوم کیا کہ آپ اپنی ذات اور امت مسلمہ کو پہنچنے والی کونسی آیت کو محبوب رکھتے ہیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: سورہ بقرہ کا آخری رکوع کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے والے رحمت کے ان خزانوں میں سے ہے جو اس امت کو عطا فرمائے اور اس امت کی دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ (دارمی مشکوۃ)

تین چیزوں کی تعلیم کا حکم: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تعلیم دو اپنے نبی کی محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت یقیناً حامل قرآن اللہ (عرش الٰہی) کے سایہ میں ہوگا جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اس کے انبیاء اور اولیاء کے ساتھ۔ (جامع صغیر)

عالم قرآن اللہ کا ولی ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کے قاری اور عالم اللہ کے ولی ہیں جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے اللہ سے عداوت رکھی جس نے ان سے محبت رکھی اس نے اللہ سے محبت رکھی۔ جامع صغیر (۳۷۵۹)

حامل قرآن کی تعظیم: حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حامل قرآن کی عزت کرو جس نے ان کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ (جامع صغیر)

قرآن کی تلاوت سے فتنوں سے حفاظت: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورہ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کر لی وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

قرآن کی تعلیم اور تلاوت: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو تو اس کو قرآن پڑھنا چاہئے۔ (جامع صغیر)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر اگر تو صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت کی تعلیم حاصل کرے تو وہ تیرے لئے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ ۲۱۹)

س قرآن کو زبانی پڑھنا افضل ہے یا دیکھ کر پڑھنا؟ ج قرآن کو دیکھ کر افضل ہے کیونکہ قرآن کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔
حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کو یاد سے پڑھنا ہزار درجہ (اجر کا سبب) ہے اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار درجہ (اجر کا سبب) ہے۔ بیہقی مشکوۃ فضائل قرآن

س وہ پانچ چیزیں کونسی ہیں جن کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے: قرآن کو دیکھنا، کعبہ کو دیکھنا، والدین کو دیکھنا، زمزم کو دیکھنا اور عالم کے چہرہ کو دیکھنا۔ (جامع صغیر)

س نماز میں قرآن پڑھنا افضل ہے یا نماز کے علاوہ؟
ج نماز میں قرآن پڑھنا افضل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں قرآن کی تلاوت عام قرآن کی تلاوت سے بہتر ہے اور نماز کے علاوہ قرآن کی تلاوت تسبیح وتکبیر سے بہتر ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے۔ اور صدقہ (نفلی) روزہ سے افضل ہے اور روزہ دوزخ سے ڈھال ہے(۔بیہقی مشکوۃ فضائل قرآن)

﴿قرآن کی بے مثال سورت﴾

س وہ کونسی سورت ہے، جس کی مثل نہ پہلی کتابوں میں ہے اور نہ قرآن میں اور نبی پاک ﷺ نے اس کو عظمت کے لحاظ سے سب سے بڑی سورت قرار دیا ہے۔

س وہ سورہ فاتحہ ہے ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب کو فرمایا: تم نماز میں قراءت کس طرح کرتے ہو تو انہوں نے سورہ فاتحہ سنائی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تورات وانجیل زبور اور قرآن میں اس جیسی اور کوئی سورت نازل نہیں ہوئی اس میں سات آیتیں ہیں اور یہ اس قرآن میں دو بار نازل ہوئی جو مجھے عطا کیا گیا۔ ترمذی مشکوۃ فضائل قرآن) حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا بعد میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز میں مصروف تھا (اس لئے حاضر نہ ہوا) تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں، پھر فرمایا: میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے تمہیں ایک سورت بتاؤں گا جو قرآن میں عظمت کے لحاظ سے سب سے بڑی سورت ہے پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تو اس عظیم سورت کی تعلیم دینے کی بابت فرمایا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سورہ ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ ہے اس سورت کی سات آیتیں بار بار نماز میں پڑھی جاتی ہیں اور وہ عظمت والا قرآن ہے جو مجھے عطا ہوا۔ بخاری مشکوۃ فضائل قرآن) اس سے یہ بھی معلوم ہوا رسول اللہ کا بلانا اللہ کا بلانا ہے رسول اللہ کا کرم اللہ کا کرم ہے۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں، یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔ لیکن یہ شعر سن کر بعض لوگوں کو شرک کا دورہ پڑ جاتا ہے کہ کرم صرف اللہ کا ہے، رسول اللہ کا کرم نہیں ہے۔ وہ قرآن کی مذکورہ آیت اور حدیث کا کیا جواب دیں گے۔ اصل میں وہ قرآن وحدیث کی روح اور مغز کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ قرآن وحدیث کا صحیح فہم اللہ تعالیٰ نے سنیوں کو عطا فرمایا اسی لئے سنی کہتے ہیں۔ تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب ومحب میں نہیں ہے میرا تیرا

س عظمت کے لحاظ سے قرآن پاک کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے؟ ج آیۃ الکرسی (مسلم شریف)
س ان چار صحابہ کے نام بتائیے جنہوں نے عہد رسول ﷺ میں قرآن جمع کیا؟
ج ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید (حضرت انس کے چچا) (بخاری ومسلم شریف)

س وہ چار صحابہ کے نام بتائیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان چار سے قرآن کی تعلیم حاصل کرو؟
ج حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سالم مولی ابوحذیفہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم اجمعین (بخاری و مسلم)
س سید القراء کس صحابی کو کہا جاتا ہے؟ ج حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو
س وہ کونسی سورت ہے، جس کو تین مرتبہ پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے؟ ج سورہ اخلاص (جامع صغیر)
س وہ کونسی سورت ہے، جس کو دس مرتبہ پڑھنے سے جنت میں گھر بنتا ہے؟ ج سورہ اخلاص (جامع صغیر)
س وہ کونسی سورت ہے، جس کو جمعرات یا جمعہ کے دن پڑھنے سے جنت میں گھر بنتا ہے؟ ج سورہ الدخان
س وہ کونسی سورت ہے، جس کو پڑھنے سے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے پہلے گناہ معاف اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔
ج سورہ یٰسین (جامع صغیر و مشکوۃ)
س وہ کونسی سورت ہے، جس کو پڑھنے سے ایک ہزار آیت پڑھنے کا ثواب ملتا ہے؟ ج الہاکم التکاثر (حاکم ترغیب:۲۱۸۴)
س وہ کونسی آیت ہے، جس کو رات کو سونے کے وقت پڑھا جائے تو ایک فرشتہ صبح تک حفاظت کرتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آسکتا؟ ج آیۃ الکرسی (بخاری)
س وہ دس آیات کونسی ہیں جن کو ہر رات پڑھا جائے تو قرآن نہیں بھولتا؟
ج سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی اس کے بعد والی دو آیات خالدون تک اور سورہ بقرہ کی آخری تین آیات۔
س جنت کے درجات کتنے ہیں؟ ج جتنی قرآن کی آیات ہیں (جامع صغیر)
س قرآن کی آیات کتنی ہیں؟ (ج) مشہور چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) ہیں لیکن میں نے گنتی کی 6237 نکلیں آپ بھی گنتی کر کے دیکھ لیں ہر سورۃ کے شروع میں آیات لکھی ہوئی ہیں کلکولیٹر لیکر حساب کرتے جائیں۔
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور (جنت کے درجات) طے کر اور ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں پڑھتا تھا تیرا مقام وہاں تک ہے جہاں قرآن کی آخری آیت ختم ہوگی۔ (ترمذی مشکوۃ)
س قاری قرآن کو جنت میں کتنی حوریں عطا ہوں گی؟
ج جتنے قرآن کے حروف ہیں دس لاکھ ستائیس ہزار (۱۰۰۲۷۰۰) (جامع صغیر حدیث ۶۱۸۴)
س ایک دفعہ قرآن ختم کرنے پر کتنی نیکیاں ملتی ہیں؟
ج دس لاکھ ستائیس ہزار اور پھر ان کو دس سے ضرب دیں کیونکہ ایک حرف پر ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کی مثل ہے (ترمذی حدیث ۲۹۱۰) تو حاصل ضرب یہ ہوگا (۱۰۰۲۷۰۰۰) ایک قرآن ختم کرنے پر ایک کروڑ ستائیس ہزار نیکیاں حاصل ہوں گی۔
ختم شریف: س ختم قرآن پر کتنے فرشتے دعا کرتے ہیں؟
ج ساٹھ ہزار فرشتے ختم قرآن پر دعا کرتے ہیں۔ (جامع صغیر) ختم شریف اور ایصال ثواب ختم قرآن ہی کا نام ہے یہ بدعت نہیں ہے بلکہ اس میں ملائکہ کی شمولیت ہوتی ہے۔
س یہ فرشتے کب تک دعا کرتے رہتے ہیں؟
ج اگر ختم شریف صبح کو ہو تو شام تک فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو ہو تو صبح تک فرشتے دعا کرتے ہیں۔ (جامع صغیر ۸۶۵۵) اور ختم شریف کے وقت دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ (جامع صغیر ۸۸۱۸)
لیلۃ القدر کی دعا: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

بیس رکعات تراویح کا ثبوت

﴿ نباضِ دوراں حضرت علامہ ابوابراہیم آسوی ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوری ملت وہابیہ سعودی عرب کے ریالوں پر پرورش پا رہی ہے اور بات بات پر سعودی عرب کو مرکز اسلام قرار دیتی ہے مگر نہ جانے ان مسائل میں وہ مرکز اسلام غیر معتبر کیوں ہو جاتا ہے۔ بیس تراویح، تین طلاقوں کو تین شمار کرنا، تقلید کرنا، نماز جنازہ خاموشی کے ساتھ پڑھنا وغیرہ ان باتوں میں انہوں مکہ اور مدینہ کو چھوڑ دیا اب مسائل میں پتہ نہیں کس کو مرکز قرار دیتے ہیں ایک طرف کہتے ہیں کہ امام کعبہ تمہارے پیر سے افضل ہے اور دوسری طرف اسے مشرک قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ تقلید شخصی شرک ہے اور امام کعبہ امام مدینہ بلکہ تمام نجدی امام احمد بن حنبل کے مقلد ہیں تو ان کے نزدیک مشرک ٹھہرے یعنی ان کے دین کا سر پاؤں نہیں ہے۔ اگر وہ مشرک ہیں تو ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھتے ہو اور اگر وہ مقلد ہو کر بھی مسلمان ہیں تو پھر تم تقلید کے منکر کیوں ہو تم بھی مقلد بنو اور ہمیں مشرک کیوں کہتے ہو؟ یہ تمہاری دورنگی اور منافقت کب ختم ہوگی جب ان سے ریال لینے کا وقت آتا ہے تو کہتے ہیں پاکستان میں شرک بہت پھیل گیا ہے قبر پرستی ہو رہی ہے اتنے کروڑ ڈالر کی امداد کرو اور پاکستان آ کر کہیں گے کسی سے مدد مانگنا شرک کسی کی تقلید کرنا شرک ہے وہی امام ان کے نزدیک مشرک ہو گیا بلکہ یہ خود بھی مشرک ٹھہرے کہ غیر اللہ سے امداد مانگتے ہیں۔ باطل

دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے ۔۔۔۔۔ شرکت میانِ حق و باطل نہ کر قبول

تراویح کے مت: امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک تراویح بیس رکعت ہے اور امام مالک کے نزدیک چھتیس رکعت ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ بمعنیٰ ایک دفعہ آرام کرنا، جیسے تسلیمہ بمعنیٰ ایک دفعہ سلام کرنا اور رمضان کی راتوں میں باجماعت نماز کو تراویح کہا جاتا ہے اس مناسبت سے کہ ابتداءً جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق اس امر پر ہو گیا تو وہ ہر دو سلاموں کے بعد (چار رکعات کے بعد) کچھ آرام کرتے تھے۔ (فتح الباری کتاب صلاۃ التراویح)

واضح رہے کہ خود تراویح کا صیغہ بتلا رہا ہے کہ تراویح کی رکعات آٹھ سے زائد ہیں چونکہ چار رکعت، ایک ترویحہ اور آٹھ رکعت، تَرْوِیْحَتَیْن بارہ اور اس سے زائد رکعات تراویح۔

کیونکہ عربی کی جمع تین سے شروع ہوتی ہے اگر آٹھ رکعت تراویح ہوتی تو پھر اسے تراویح کہنا درست نہ تھا بلکہ تَرْوِیْحَتَیْن کہنا چاہئے تھا۔ بیس رکعات تراویح سنت رسول اللہ ﷺ سنت صحابہ ہے اور آٹھ رکعت تراویح خلاف سنت ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

حدیث: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اَنّ رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 394/2)

ہرچند بیس رکعت تراویح کی حدیث مرفوع سنداً ضعیف ہے لیکن حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سمیت اس دور کے تمام صحابہ کا بیس رکعات تراویح پر اجماع ہو چکا ہے اور یہ بات بکثرت آثار صحابہ سے ثابت ہے اس لئے بیس رکعت تراویح کی مشروعیت بے غبار ہے۔

غیر مقلدین حضرات بیس رکعات تراویح کے معارضہ میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (بخاری 1147 مسلم 738 ترمذی 439)

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اس نماز کے بارے میں بتلا رہی ہیں جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں مشترک ہے اور وہ تہجد کی نماز ہے نہ کہ تراویح کی اس لئے غیر مقلدین کا اس کو تراویح کی نماز پر محمول کر کے اس سے بیس رکعت تراویح پر معارضہ کرنا صحیح نہیں ہے جبکہ بیس رکعت تراویح بکثرت آثار صحابہ سے ثابت ہے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تراویح آٹھ رکعات پڑھتے تھے۔ اگر بیس رکعت پڑھتے تو کل رکعات تیئیس ۲۳ ہوتیں۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے اس لئے کہ اس حدیث سے تین وتر بھی ثابت ہو رہے ہیں تب ہی تو گیارہ رکعات ہوئی غیر مقلدین بتائیں کہ وہ ایک وتر کیوں پڑھتے ہیں کیا بعض حدیث پر ایمان ہے اور بعض کا انکار۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث میں تہجد کا ذکر فرما رہی ہیں تراویح رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں نہیں پڑھی جاتیں اسی لئے امام بخاری اور امام ترمذی اس حدیث کو کتاب التہجد میں لائے ہیں اور صلاۃ التراویح کے لئے علیحدہ باب باندھا۔

اہل حدیثوں کو چاہئے کہ بارہ مہینے تراویح پڑھا کریں کیونکہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔ تراویح سونے کے بعد نہیں پڑھی جاتی تہجد پڑھی جاتی ہے۔ اہل حدیثوں کو چاہئے کہ وہ سونے کے بعد تراویح پڑھا کریں۔

اگر اس نماز سے مراد تراویح ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح کا حکم کیوں دیا کیا خلفاء راشدین بدعت سیئہ کا حکم دے سکتے ہیں اور تمام صحابہ نے یہ حکم کیوں قبول کیا ان میں کوئی بھی متبع سنت اور حق گو نہیں تھا آج اتنے عرصہ کے بعد تم حق گو بھی پیدا ہوئے اور متبع سنت بھی اور خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سب کچھ دیکھ کر کیوں اعلان نہ کیا کہ تم یہ کام خلاف سنت کر رہے ہو۔ وہ خاموش کیوں رہیں کیا ان پر تبلیغ حق فرض نہ تھی کیا تم ام المومنین سے افضل ہو۔

اگر بیس رکعات تراویح بدعت سیئہ ہے اور آٹھ رکعات تراویح سنت اور تم بہادروں نے چودہ سو سال بعد یہ سنت جاری کی۔ تو بتاؤ حرمین شریفین کے تمام مسلمان بدعتی اور گمراہ ہیں تم آج نجدیوں کو اس کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے جہاں آج بھی بیس رکعات تراویح پڑھی جا رہی ہیں۔

اس حدیث میں ایسی نماز کا ذکر ہے جو تنہا ہوتی تھی اور وہ تہجد ہے، تراویح تو باجماعت ہوتی ہے۔ اہل حدیثوں کو چاہئے کہ آج سے وہ تنہا تراویح پڑھنا شروع کر دیں۔ اس روایت میں چار چار رکعات نماز کا ذکر ہے اور تراویح تو بالاتفاق دو دو کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ اہل حدیثوں کو چاہئے کہ آج سے وہ چار چار رکعات تراویح پڑھنا شروع کر دیں۔

مفسر قرآن علامہ الشیخ محمد علی الصابونی الاستاذ بکلیۃ الشریعہ جامعہ ام القری بمکہ المکرمہ لکھتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنا مشاہدہ بیان فرما رہی ہیں اور یہ اس کے منافی نہیں کہ آپ اس سے زیادہ نماز پڑھتے ہوں کیونکہ آپ تو ازواج میں سے ایک تھیں اور ہر رات حضور ﷺ ان کے ہاں نہیں گذارتے تھے حتیٰ کہ آٹھ رکعات پر قطعی حکم لگایا جائے وہ تو اپنے مشاہدہ کی خبر دے رہی ہیں۔ اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں چاشت کی نماز پڑھتی ہوں۔ (مسلم حدیث 718) حالانکہ چاشت کی نماز حضور ﷺ سے ثابت ہے حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ کو چاشت کی نماز پڑھنے کی وصیت فرمائی تھی (مسلم 721 بخاری 1981) اور فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے آٹھ رکعات نماز چاشت ادا کی۔ (بخاری ومسلم 720) کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز چاشت کا انکار کریں صرف اس وجہ سے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اسی طرح حضور ﷺ سے گیارہ رکعات سے زیادہ کی نفی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ حضور ﷺ سے تہجد کی نماز تیرہ رکعات بھی ثابت ہے۔ (کتاب صلاۃ التراویح ص 118-111)

﴿عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح﴾

عن يزيد بن رومان رضي الله عنه أنه قال كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان بثلاث و عشرين ركعة۔

امام مالک حضرت یزید بن رومان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (موطا باب ماجاء فی قیام رمضان ص 115/1)

امام مالک نے تراویح کے لئے دو روایتیں ذکر کی ہیں ایک گیارہ والی السائب بن یزید سے اور دوسری بیس رکعت والی یزید بن رومان سے امام بیہقی دونوں روایتیں اپنی سنن کبری میں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ان دونوں روایات میں اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے کہ پہلے صحابہ گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور پھر بیس رکعات تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ (سنن کبری 496/2) بیہقی نے کتاب المعرفہ میں نقل کیا کہ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں لوگ بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (اسنادہ صحیح۔ نصب الرایۃ 154/2) امام مالک کے علاوہ دیگر محدثین نے اسی سند سے اکیس رکعت کا ذکر کیا ہے مثلاً امام عبدالرزاق نے محمد بن یوسف سائب بن یزید سے اکیس رکعات کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن یوسف سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں ابی بن کعب اور تمیم داری کی اقتداء میں لوگوں کو اکیس رکعت پر جمع کیا جن میں وہ سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور فجر کے قریب فارغ ہوتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق 262/4)

اس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ گیارہ رکعات کی روایت معلوم، شاذ اور امام مالک کا تسامح ہے۔

امام بیہقی نے جو تطبیق ذکر فرمائی ہے اس کی تقویت اس بات سے ہوتی ہے کہ بعد کے صحابہ مثلاً خلفاء راشدین حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

سائب بن یزید سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم (بشمول وتر) تئیس رکعات پڑھتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق 262/4)

یحیٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے (مصنف ابن ابی شیبہ 293/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولیٰ 1406ھ)

﴿عہد عثمانی میں بیس رکعات تراویح﴾

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ رمضان کے مہینہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ان میں ایسی آیات پڑھتے تھے جن میں سو آیات ہوتی تھیں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد میں شدت قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔ (حافظ ابوبکر بن علی السنن الکبری 496/2 عدد رکعات القیام فی رمضان)

﴿عہد علی میں بیس رکعات تراویح﴾

ابوالحسناء بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ 293/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولیٰ 1406ھ

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر۔ (السنن الکبریٰ 496/2 مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

حضرت ابوعبدالرحمن سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو وتر پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبریٰ 496/2 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

حافظ ابو عمر بن عبدالبر یہ روایت ذکر کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں مسلمانوں کو بیس رکعات پڑھائے اور یہ رکعات وتر کے علاوہ تھیں۔ (التمہید 15/8 مکتبہ قدوسیہ لاہور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل: رسول اللہ ﷺ کے سفر و حضر کے ساتھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ حضرت الاعمش فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول بھی بیس رکعات تراویح پڑھنے کا تھا۔ (مروزی قیام الیل ص 157) نافع بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 293/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولیٰ 1406ھ ابن رفیع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ میں لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 293/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ ال ولیٰ 1406ھ

جمہور صحابہ اور اہل مکہ کا عمل: امام ترمذی فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعات تراویح ہے، جو کہ حضرت علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور نبی ﷺ کے دیگر اصحاب سے مروی ہے۔

امام شافعی نے فرمایا: اسی طرح میں نے اپنے شہر مکہ میں پایا کہ وہ بیس رکعات پڑھتے تھے۔

ترمذی باب ماجاء فی قیام رمضان حدیث 806

غیر مقلدین سے گذارش: شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات بیس رکعات تراویح کو بدعت اور مخالف سنت نبوی قرار دیتے ہیں اور سالہا سال سے وہ اس موضوع پر اہل سنت سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ہم اس مسئلہ میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ غیر مقلدین حضرات جو ہر رمضان اور رمضان کی ہر شب میں تراویح جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس میں ختم قرآن کا التزام کرتے ہیں اس میں کونسی صریح اور صحیح مرفوع متصل حدیث ہے؟ کیونکہ بخاری اور مسلم کی صحیح روایت میں صرف یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک بار رمضان کی آخری تین راتوں میں قیام کیا۔

اور ہر رمضان میں اور رمضان کی ہر شب کو جماعت کے ساتھ خواہ آٹھ رکعت تراویح پڑھنا اور رمضان میں جماعت کے اندر ختم قرآن کا التزام کرنا بھی ان کے اصول پر بدعت اور مخالفت سنت نبوی ہے۔ اور اگر یہ تمام امور حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر صحابہ کی اتباع میں کئے جاتے ہیں اور اس وجہ سے بدعت اور مخالفت سنت نبوی نہیں ہیں تو بیس رکعات بھی انہی صحابہ کا طریقہ ہے اس کو بدعت قرار دے کر مسلمانوں کو اس کار خیر سے کیوں روکا جاتا ہے یہ بات ہم آج تک نہیں سمجھ سکے۔ بیس رکعات تراویح پر مقالات سعیدی میں قیام رمضان کے عنوان سے ہمارا ایک مفصل مقالہ موجود ہے، جس میں اس عنوان پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ وہ اہل علم کے لئے قابل مطالعہ ہے۔ (شرح مسلم سعیدی 502/2)

آٹھ رکعات تراویح کے قائلین کا سہارا بالآخر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جو کہ علماء حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ تراویح پڑھائیں۔

ابن خزیمہ ابن حبان یہ روایت اس قدر ضعیف و منکر ہے کہ اس سے استدلال ہی نہیں کیا جا سکتا چونکہ اس میں ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ ہے جس کی بابت ابن حجر نے نقل کیا ہے کہ ابوداود کہتے ہیں اس کے پاس منکر روایتیں ہیں۔ساجی اور عقیلی نے اس کو ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں۔ (تہذیب التہذیب۔ حرف العین) لہٰذا اس طرح کی منکرہ موضوعہ کو دلیل بنانا صحیح نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے صرف تین دن نماز تراویح باجماعت مسجد میں ادا کی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شب مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کی اقتداء میں لوگوں نے نماز پڑھنا شروع کردی۔ پھر دوسری شب نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہوگئے، پھر تیسری یا چوتھی رات کو صحابہ جمع ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہ لائے صبح کو ارشاد فرمایا: میں نے تم لوگوں کو دیکھا تھا اور مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف یہ خوف مانع تھا کہ تم پر تراویح فرض ہو جائے گی اور یہ رمضان کا واقعہ تھا۔ (مسلم **761** بخاری **1129**) اور ایک روایت میں ہے: اے لوگوں اپنے گھر میں نماز پڑھو کیونکہ مرد کی نماز فرائض کے سوا گھر میں بہتر ہے۔ بخاری حدیث: **7290** مسلم **781** مشکوۃ **1295**

حضور ﷺ اپنی امت پر رحیم و کریم ہیں اس رحمت کی وجہ سے لگاتار پورا مہینہ تراویح نہ پڑھائیں اب تراویح سنت مؤکدہ ہے لیکن تراویح کی جماعت سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ حضور ﷺ کو یہ علم بھی تھا کہ اگر میں اسی طرح تراویح پڑھاتا رہا تو تراویح پانچ وقت نماز کی طرح فرض ہو جائے گی اور اگر فرض ہوگئی تو میری امت اس فرض کی پابندی نہ کرسکے گی۔ اس سے حضور ﷺ کا علم بھی ثابت ہو رہا ہے اور رحمت بھی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تہجد اور تراویح دو الگ عبادتیں ہیں ایک نہیں۔ جیسا کہ اہل حدیث کہتے ہیں کہ تہجد یا قیام اللیل اور تراویح ایک ہی عبادت کے دو نام ہیں۔ یہ نظریہ باطل ہے کیونکہ تراویح میں تو تمام صحابہ حضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے یہ امر کسی پر مخفی نہ رہا لہذا تراویح کے متعلق تو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی وہ تو سب صحابہ جانتے تھے کیونکہ نماز تراویح گھر میں نہیں مسجد میں جماعت کے ساتھ اداء کی گئی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صرف وہ سوال کیا گیا جو صحابہ پر مخفی تھا جسے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بتا سکتی تھیں اور وہ تہجد یا قیام اللیل ہے۔ اگر تراویح کے متعلق سوال ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا تم اس نماز میں شریک نہیں تھے۔

غیر مقلدین کو بھی چاہئے کہ صرف تین دن نماز تراویح پڑھیں اور تین دن جماعت کرائیں باقی دن جماعت کرانا خلاف سنت ہے اور مسجد میں صرف تین دن نماز پڑھیں باقی دن اپنے اپنے گھروں میں تراویح ادا کریں۔ اگر وہ کہیں کہ پورا مہینہ جماعت کے ساتھ مسجد میں تراویح ادا کرنا کہ خلفاء راشدین کی سنت ہے تو پھر ہم کہیں گے کہ اگر یہ تمام سنتیں تمہیں قبول ہیں تو پھر بیس تراویح بھی خلفاء راشدین کی سنت ہے اس سے انکار کیوں ہے۔ تراویح کے متعلق خلفاء راشدین کی باقی تمام سنتوں کو قبول کررہے ہو صرف بیس تراویح سے ہی دشمنی ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح پڑھنے کا حکم دیا جس پر تمام صحابہ نے سکوت فرمایا۔ اس لئے بیس تراویح پر تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا نیز اس سے لزوماً یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی تھی ورنہ صحابہ کرام ضرور اختلاف کرتے خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ صحابہ کرام سے یہ مستبعد ہے کہ دین میں اس قسم کا اضافہ برداشت کرسکیں۔ کوئی وہابی یہ بات ثابت نہیں کرسکتا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا ہو کہ یا امیر المؤمنین تم نبی ﷺ کی سنت تبدیل کررہے ہو تراویح تو آٹھ رکعات ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خلفاء راشدین سے اختلاف ثابت نہیں تو معلوم ہوگیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیس تراویح ہی پڑھتی رہیں اور آٹھ رکعت والا مسئلہ تہجد کے متعلق ہے۔

اہل حدیث منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی کے نقش قدم پر: غیر مقلدین کے ذمہ دار علماء بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ تہجد اور تراویح دو علیحدہ نمازیں ہیں۔ ان کو ایک سمجھنا منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی کا مذہب ہے جب شروع میں اس نے یہ دعوی کیا تو ثناء اللہ امرتسری نے اس کا رد لکھا۔ لیکن اب اہل حدیث بھی اسی کی بولی بول رہے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اہل حدیث ترقی کرتے کرتے عبداللہ چکڑالوی منکر حدیث کا مذہب قبول کرچکے ہیں اگر اسی طرح ترقی جاری رہی تو شاید وہ وقت بھی آجائے کہ شیعوں کی پیروی میں منکر قرآن بھی بن جائیں۔ چنانچہ محمد اقبال

کیلانی غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں: رمضان میں نماز تراویح یا قیام رمضان باقی مہینوں میں تہجد یا قیام اللیل ہی کا دوسرا نام ہے۔(کتاب الصلاۃ ص ۱۵۱ مسئلہ نمبر 403)

غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری عبداللہ چکڑالوی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ایسے صاف اور صحیح جواب کو پا کر بھی ان مولوی صاحب (عبداللہ چکڑالوی) نے قبول نہیں کیا بلکہ اس کے جواب میں بہت کوشش کی ہے جس ساری کوشش کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے اور پچھلے وقت کی نماز ایک ہی ہے دو نہیں۔ یہی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہے تہجد کی نماز ہے اور کوئی نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے کیونکہ تہجد کے معنی ہیں نیند سے اٹھ کر نماز پڑھنا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ اول شب کی نماز اور آخر شب کی نماز ایک ہی ہے۔(اہل حدیث کا مذہب ص 93-92) دوسرا غور طلب امر یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں تراویح کے بعد تہجد کی نماز بھی پڑھی جائے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فتاویٰ ثنائیہ کے دو سوال و جواب ملاحظہ ہوں:-

سوال: جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے۔ اوّل شب تہجد نہیں ہوتی۔

سوال: رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد دونوں ہیں یا تہجد کے بدل تراویح؟

جواب: اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے۔ پچھلے وقت پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

(ثناء اللہ امرتسری: فتاویٰ ثنائیہ 654-682/1)

معلوم ہوا کہ تہجد کا وقت رات کا آخری حصہ ہے۔ شروع رات کی عبادت کو تہجد کے قائم مقام نہیں کہہ سکتے۔

بالفرض اگر کوئی شخص رات کے آخری حصہ میں تراویح پڑھے تو صرف وہ تہجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔ امرتسری صاحب قائم مقام کی تشریح کرتے ہیں: اس آخری صورت میں تراویح تہجد کے قائم مقام ہونے سے دونوں کا ایک ہونا لازم نہیں آتا جیسے کہ جمعہ ظہر کا قائم مقام ہے لیکن دونوں ایک نہیں۔(اہل حدیث کا مذہب ص ۹۳)

معلوم ہو گیا کہ تراویح اور ہے اور تہجد اور ہے دونوں کو ایک قرار دینا منکرین حدیث کا مذہب ہے۔

مسجد نبوی شریف کے مشہور مدرس قاضی شیخ عطیہ سالم کی تحقیق: سعودی عرب نامور عالم مسجد نبوی شریف کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے قاضی شیخ عطیہ سالم نے نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر ایک مستقل کتاب "التراویح" لکھی اور بتایا کہ ہر دور میں بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی رہیں اس تحقیق کے بعد دو سوال کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۱ کیا ایک ہزار سال سے زائد اس طویل عرصہ میں کسی موقعہ پر بھی ثابت ہے کہ مسجد نبوی میں مستقل آٹھ تراویح پڑھی جاتی تھیں؟ یا چلیں بیس سے کم تراویح پڑھنا ہی ثابت ہو؟ بلکہ ثابت تو یہ ہے چودہ سو سالہ دور میں بیس یا بیس سے زائد تراویح ہی پڑھی جاتی تھی۔

سوال نمبر ۲ دوسرا سوال یہ ہے کہ کسی صحابی یا ماضی کے کسی عالم نے بھی یہ فتویٰ دیا ہو کہ آٹھ سے زائد تراویح جائز نہیں ہیں اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اس فتویٰ کی بنیاد بنایا ہو؟

الغرض جب پورے چودہ سو سالہ دور میں ایک قابل ذکر شخص بھی ایسا نہیں ملتا جس نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ آٹھ سے زائد تراویح جائز نہیں اور نہ ہی ثابت ہوا کہ مسجد نبوی میں باجماعت صرف آٹھ تراویح ادا کی گئی ہوں تو پھر بھی جو لوگ آٹھ تراویح پڑھنے پر مصر ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں ہم ان سے صرف اتنا عرض کر دیتے ہیں کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لے کر آج تک کے تمام مسلمانوں کے طرز پر تراویح پڑھنا ان کی مخالفت سے بہتر ہے خصوصاً اس شخص کے لئے جو مسجد میں باجماعت تراویح پڑھے۔(کتاب التراویح: 109-108)

اسلام میں بیوی کے حقوق اور اس کی اہمیت

محترمہ سیدہ امانت رسول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں کمی بیشی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی بھی قوم کی خواتین کا اپنی قوم کی تعلیم و تربیت میں جو کردار ہوتا ہے وہ کسی تشریح و توضیح کا محتاج نہیں۔ اسلام نے عورت کی قدر و منزلت کو بڑھانے کے لئے اس کی تربیت کا خصوصی اہتمام و انتظام کیا اور اسلام نے عورت کو مقام و مرتبہ عطا کرنے کے صرف دعوے ہی نہیں بلکہ علم و عمل میں تدبیر و سیاست میں بہادری و شجاعت میں، تہذیب و تمدن میں الغرض عورتوں کے چند فطری خصائل کے علاوہ زندگی کے تمام شعبوں میں عملی حیثیت میں مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کر دیا۔ اگر مردوں کی صف سے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، حیدر کرار اور عثمان ذوالنورین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین جیسے مجموعہ حسنات کو اس نے ہدایت کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا تو عورتوں کی جماعت سے اس نے حضرت عائشہ صدیقہ، خدیجۃ الکبریٰ، حضرت صفیہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب اور حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما جیسی خواتین کو زہد و تقویٰ، نیکی پارسائی علم و عمل کے قابل تقلید نمونے بنا کر اقوام عالم کے سامنے نشان امتیاز و بصیرت کی غرض سے پیش کر دیا۔ مورخین اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ قبل از اسلام عورت کو اناج غلہ، روپیہ پیسہ کی طرح دان میں دیا جاتا تھا (ہندو مت) اور کہیں عورت کو بے روح بتایا جاتا تو کبھی عورت کو مجسم شیطان تعبیر کیا جاتا اور کہیں بے جان زمین کی طرح اسے سب مردوں کا لکد کوب ہونا تجویز کیا گیا۔ ان جملہ حالات میں اس کی شخصیت وذہنیت اور حقوق کا ذرہ بھی پاس و لحاظ نہیں رکھا گیا۔ عیسائیت جس نے پس مرد و انسانیت اور عورت کے حقوق کی بات کرنے کی کوشش کی اس نے بھی عورت کو دنیا میں گناہ کا موجب قرار دیا۔ چنانچہ بک Book of (Genses) باب نمبر 3 آیت نمبر 6 میں اس طرح لکھا ہے:

So, She began taking of its fruit and eating it afterward she gave some also to her husband when with her and he began eating it.

ترجمہ: اس (حوا نے) اس (درخت ممنوعہ) کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اس نے بھی کھایا۔

محققین اس بات سے بخوبی آشنا ہیں کہ جس درخت سے سیدہ بی بی حواء علیہما السلام اور سیدنا آدم علیہ السلام نے پھل کھایا وہ شجر ممنوعہ تھا۔ جس کو رائی کے برابر چکھنا بھی باعث خطا تھا۔ اس صورتحال میں اس تمام تر واقعے کی ذمہ داری سیدہ بی بی حوا علیہما السلام کے ذمہ پر ڈال دی گئی۔ اس کے برعکس قرآن نے اس واقعے کی حقیقت کو واضح طور پر بیان فرمایا اور لوگوں کو بتایا کہ حقیقت میں اس واقعے کا تمام تر ذمہ دار ابلیس تھا اور

فاذالهما الشيطان عنها فاخرجهما مما كانا فيه

ترجمہ: تو شیطان نے انہیں اس درخت کے ذریعے پھسلایا اور جہاں وہ رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا۔ (البقرہ ٣٦)

یوں ان نفوس قدسیہ کی پاکیزگی اور طہارت کا اعلان کر کے یہ بات واضح کر دی کہ تخلیق انسانیت کی پہلی شاہکار سیدہ بی بی حوا الزام سے بالکل بری الذمہ ہیں بلکہ عورت کی توقیر ان خوبصورت الفاظ میں بیان فرمائی

ولهن مثل الذی علیهم ترجمہ: جیسے حقوق مردوں کے عورتوں پر ویسے ہی عورت کے حقوق مردوں پر ہیں۔

علم نحو میں لام استحقاق و تخصیص و تملیک کیلئے آتا ہے لہذا الھن کا لام عورتوں کو بہت کچھ حقوق عطا کرتا ہے۔

النساء شقائق الرجال ترجمہ: عورتیں مردوں ہی کا ایک جز دیا عورتیں مردوں کے لئے نگل وریحان ہیں۔

ارشاد فرمایا: **فاتقو الله فی النساء** ترجمہ:۔ عورتوں کے معاملات میں اللہ سے ڈرو۔

عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یایها الذین امنو ا لا یحل لکم ان ترثو النساء کرها.

ترجمہ:۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔

مومن مرد سے نکاح:۔ایک عورت کا یہ حق ہے کہ اس کا نکاح مومن شخص سے ہو۔

ولا تنکحو االمشر کت حتی یومن ترجمہ۔تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

ولا تنکحو االمشر کین حتی یومنو ترجمہ:۔اور نہ ہی مشرک مردوں کے نکاح میں اپنی عورتوں کو دو۔ جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔

مہر:۔اللہ کا ارشاد ہے۔ **واتو النساء صدقتهن نحلة** ترجمہ:۔اور عورتوں کے مہر خوشدلی سے (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو۔

تشریح:۔ بیوی کا شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ اس سے مہر وصول کرے ہمارے ہاں اب یہ صورت ہے کہ باندھنے کو تو ضروری قرار دیا جاتا ہے کہ اس سے مہر وصول کرے ہمارے ہاں اب یہ صورت ہے کہ باندھنے کو تو ضروری قرار دیا جاتا ہے مگر اس کی ادائیگی کو قطعی ضروری سمجھا جاتا ہے بہت کم خاندان ایسے ہوں گے جہاں بیوی کو باضابطہ مہر ادا کیا جاتا ہو اور زیادہ تر یہ شے کاغزوں ہی پر رہتی ہے البتہ جب بدقسمتی سے کوئی نکاح ٹوٹتا ہے تو پھر مہر کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جاتا ہے گویا مہر کا تعلق نکاح سے نہیں بلکہ طلاق سے ہے لہذا جس عورت کی زندگی میں طلاق نہ آئے اسے مہر ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں حالانکہ شریعت نے مہر کا تعلق نکاح سے قائم کر رکھا ہے اور جس عورت کا نکاح ہو جائے وہ مہر کی حقدار ہو جاتی ہے رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ مہر ایک قسم کا قرض ہے جو مرد نے عورت کو لازماً ادا کرنا ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص اس قرض کو ادا کیے بغیر دنیا سے رخصت ہو گیا تو اس کی حیثیت یہی ہو گی کہ وہ مقروض فوت ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جن شرطوں کو تم پورا کرتے ہو ان میں سے وہ شرط پوری کی جانے کی سب سے زیادہ حق دار جس کی وجہ سے تم عورتوں کی عصمت کے مالک بنتے ہو۔(یعنی مہر کی ادائیگی کی شرط) (بخاری مسلم)

دل کی خوشی سے مہر معاف کرنا:۔ مہر کے بارے میں یہ بات بھی واضح ہے کہ وہ عورت کی ملکیت بن جاتا ہے اور پھر مرد اسے عورت سے نہیں لے سکتا اگر چہ ڈھیر سارا مال ہی کیوں نہ دیا ہو۔ البتہ۔ اگر کوئی عورت اپنے دل کی خوشی سے شوہر کو پورا مہر کا کوئی حصہ معاف کر دے تو اس کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ واقعی دلی خوشی سے معاف کر رہی ہو اور اسے ایسا کرنے پر مجبور نہ کیا جا رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فان طن لکم عن شی منه نفسا فکلوه هنیئا مریا.

ترجمہ۔ البتہ اگر وہ اپنی مرضی (خوشی) سے مہر کا کوئی حصہ تمہیں معاف کر دیں تو اسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

مہر باندھنے میں غلو: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا سنو! تم عورتوں کے بھاری بھاری مہر مقرر نہ کیا کرو۔ اگر دنیا میں عزت و شرف کا باعث ہوتا یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگاری قرار پاتا تو اس کے سب سے زیادہ حق دار رسول ﷺ تھے میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو بارہ اوقیہ (بعض روایات میں ساڑھے بارہ اوقیہ) سے زیادہ مہر دیا ہو یا اپنی کسی صاحبزادی کا مہر اس سے زیادہ مقرر فرمایا ہو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

نوٹ۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہر زوجہ مبارکہ کو مہر میں ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی دی تھی۔ جو کہ ہمارے زمانے میں اوزان کی رو سے تقریباً 131 تولے کے برابر ہو سکتی ہے (بالکل پانچ سو درہم) ایک درہم ساڑھے تین ماشے چاندی بنتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی مقرر ہوا تھا۔ (ایک مثقال چار ماشے چار رتی ہوتا ہے) حضرت ام حبیبہ (زوجہ رسول اللہ ﷺ) کا مہر اگر چہ چار سو دینار سونا چار ہزار درہم) مقرر ہوا تھا لیکن یہ شاہ حبشہ نجاشی نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ (سیرت ابن ہشام)

کفالت کی ذمہ داری:۔ بیوی کا یہ حق ہے کہ خاوند اس کی کفالت کرے اور بیوی کے تمام ضروری اخراجات مرد کے ذمے ہیں۔ مثلاً لباس، رہائش وغیرہ اور مرد کو اپنی استطاعت کے مطابق ان اخراجات کو پورا کرنا ہوگا۔

بیوی کے بارے میں جامع نصیحت:۔ حکیم بن معاویہ اپنے والد معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بیوی کا تم پر حق یہ ہے کہ) جب تو خود کھائے تو اسے بھی کھلائے اور جب تو خود پہنے تو اس کو بھی پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مارا اور نہ اسے برا کہہ اور اگر اس سے تعلق ترک کرے تو صرف گھر کے اندر کرے۔ (ابوداؤد)

خرچ کرنے کا اجر:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جو کچھ بھی خرچ کرو گے اس کا تمہیں ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دو گے (اس کا بھی ثواب ملے گا)۔ (بخاری)

حضرت ابو مسعود سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد خالص اللہ کی رضامندی چاہنے کے لیے اپنی بیوی (یا اپنے گھر والوں) پر خرچ کرے تو خرچ کرنا اس کے لیے خیرات کا حکم رکھتا ہے۔ (جس کا اسے ثواب ملے گا)۔ (بخاری)

نوٹ۔ بعض مرد حضرات دل کی تنگی کے باعث یا کسی اور وجہ سے بیویوں کو اتنا خرچ نہیں دیتے جو ان کی ضروریات کے لیے پورا ہو سکے۔ ایسی صورت میں اگر بیوی شوہر کے مال میں سے بغیر اسے بتائے کچھ لے لے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اتنا ہی لے جو اسے کفالت کرے۔

حضرت عائشہ سے ایک روایت بیان ہوتی ہے جس میں انہوں نے ابوسفیان کی بیوی ہند کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا بتایا ہے اس روایت کے آخر میں بیان ہوا ہے کہ۔

ہند نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہیں اگر میں ان کے مال میں سے کچھ ان کی اجازت کے بغیر ان کے بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے گناہ ہوگا رسول ﷺ نے فرمایا کہ تجھے کوئی گناہ نہیں ہوگا بشرطیکہ تو ان پر معروف طریقے کے مطابق خرچ کرے۔

نوٹ۔ لہٰذا جو شوہر بیوی کے ان اخراجات کو پورا نہیں کرے گا جو شریعت نے اس پر لازم کئے ہیں اسے اسلامی عدالت مجبور کرے گی کہ وہ اپنا یہ فریضہ ادا کرے۔

حسن سلوک:۔ بیوی کا یہ حق ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے اور بد خلقی اور بدسلوکی سے کام لے کر گھر کی جنت کو جہنم نہ بنایا جائے۔ حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں جہاں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو بہت قیمتی نصیحتیں فرمائیں وہاں عورت کے بارے میں بھی تلقین کی ہے کہ۔

"عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی نصیحت قبول کرو۔ (ترمذی)

نوٹ۔ اس معاملے میں ہمارے لیے بہترین نمونہ رسول اللہ ﷺ امہات المومنین کے لیے انتہائی مہربان اور شفیق تھے اور اہل خانہ سے ہمیشہ دلداری اور دلجوئی کا سلوک روا رکھتے تھے۔

کامل ایمان والا:۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اور تم میں سب سے زیادہ اچھے وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے اچھے ہیں۔ سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سب سے اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم میں سب سے زیادہ اچھا ہوں۔ (ترمذی)

قابل رشک ازواج مطہرات:۔ رسول اللہ ﷺ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے مثالی محبت تھی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ پر آتا تھا اتنا رسول اللہ ﷺ کی کسی اور بیوی پر نہ آتا، حالانکہ حضرت خدیجہ رسول اللہ ﷺ کے میرے ساتھ شادی کرنے سے پہلے وفات پا چکی تھیں۔ رشک مجھے

اس وجہ سے آتا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اقرار کرتے سنا کرتی تھی اور اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت خدیجہ کو خوشخبری دے دیں کہ انہیں (جنت میں) ایک موتی محل ملے گا اور حضرت خدیجہ کا رسول اللہ ﷺ کو اتنا خیال رہتا تھا کہ) اگر آپ ﷺ بکری ذبح کرتے تو اس میں سے ان کی سہیلیوں کو بقدر کفالت ہدیہ بھیجا کرتے۔ (ترمذی)

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ (پچھلی) امت میں سے سب سے بہتر مریم بنت عمران ہیں اور (اس) امت میں سب سے بہتر حضرت خدیجہ ہیں۔ ایسے ہی حضرت عائشہ سے بھی آپ ﷺ کو بے انتہا محبت تھی۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مردوں میں (کون سب سے زیادہ محبوب ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا باپ (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) (ترمذی)

حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ عائشہ یہ جبرائیل ہیں اور تمہیں سلام کہہ رہے ہیں حضرت عائشہ بتاتی ہیں کہ (یہ بات سن کر) میں نے (جبرائیل) کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں (یا رسول اللہ ﷺ) آپ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے۔ (ترمذی)

عربوں کے ہاں ایک کھانے کا رواج تھا جسے ثرید کہتے تھے اور یہ کھانا ان کے ہاں بہت پسندیدہ تھا حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ کو عورتوں پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو باقی کھانوں پر۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کی وصیت:۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو (یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں) کہ اللہ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نرمی اور مساوات کا برتاؤ رکھو ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اگر تم اس ٹیڑھی پسلی کو (زبردستی) بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اسے یونہی اپنے حال پر چھوڑ دو گے اور درست کرنے کی کوئی کوشش نہ کرو گے) تو پھر وہ ہمیشہ ویسی ہے ٹیڑھی رہے گی۔ اس لیے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

نوٹ۔ ان کی تخلیق اور بناوٹ پسلی سے ہوئی ہے۔ اس کا مقصد و مدعا یہ ہے کہ عورتوں کی جبلت اور سرشت میں کچھ نہ کچھ کجی ہوتی ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ اگر ٹیڑھی پسلی کو زور و قوت سے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرو تو وہ ٹوٹ جائے گی اور یونہی اگر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی زبردستی اور تشدد سے عورت کے مزاج کی کجی (ٹیڑھا پن) کی نوبت آجائے اور اگر اصلاح کی بالکل فکر نہیں کرے گا تو وہ کجی ہمیشہ رہے گی اور قلبی سکون اور زندگی کی خوشگواری کی وہ دولت حاصل نہ ہو سکے گی جو رشتہ ازدواج کا خاص مقصد ہے اس لیے مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کی معمولی غلطیوں اور کمزوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کے ساتھ بہتر سلوک اور دلداری کا برتاؤ کریں اس طریقے سے ان کی اصلاح بھی ہو سکے گی۔

بدزبان بیوی سے حسن سلوک:۔ لقیط بن صبرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری بیوی بدگو ہے"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے طلاق دے دو"۔ میں نے کہا اس سے میرے بچے ہیں مدت سے ہم دونوں ساتھ رہتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے نصیحت کرو اگر اس کے اندر خیر کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی تو وہ تمہاری بات مان لے گی"۔ اور خبردار اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارنا جیسے تو اپنی لونڈی کو مارتا ہے"۔ (ابوداود)

بیوی کو تنبیہ کی حدود:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اے لوگوں! اللہ کی باندیوں (یعنی اپنی بیویوں) کو مت مارو اس کے بعد حضرت عمر رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ﷺ کی اس ہدایت کی وجہ سے شوہروں نے مارنا چھوڑ دیا تو عورتیں اپنے شوہروں کے سر چڑھ گئیں اور دلیر ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مارنے کی اجازت دے دی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں آئیں اور انہوں نے اپنے شوہروں کی مار پیٹ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "میری بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت لے کر آتیں ایسے لوگ تم میں بہتر لوگ نہیں ہیں۔ (جو اپنی بیویوں کو

مارتے ہیں)۔(ابوداؤد)

درگذر سے کام لینا: ۔اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

وعا شروھن بالمعروف فان کدھتموھن فعی ان لکم ھو اشیا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا ۔(سورۃ النساء۔۱۹)

ترجمہ۔ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو اور اگر وہ تمہیں پسند نہ ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ تعالی نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو"۔حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن مرد مومن عورت سے نفرت نہیں کرسکتا کیونکہ اگر اس کی ایک عادت ناپسندیدہ ہوگی تو دوسری پسندیدہ ہوگی۔

نوٹ۔ان ارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ شوہروں کو اگر بیویوں میں بعض نقائص نظر آئیں تو بھی ان سے تعلقات توڑنے یا بدسلوکی کرنے پر آمادہ نہ ہوجائیں بلکہ ان کی خوبیوں کی خرابیوں کی طرف نگاہ کریں اور حسن سلوک کرتے ہوئے عمدہ طریقے سے ان کے ساتھ نباہ کریں اور درگذر سے کام لیتے ہوئے اصلاح کریں۔

توجہ، اہمیت اور وقت: ۔بیوی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ بیوی کو توجہ اور وقت دیا جائے بعض صحابہ کرام عبادت اور ریاضت کا اتنا شوق رکھتے تھے کہ بیویوں کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے امت کے لیے نہایت روشن نمونے چھوڑے ہیں۔جس میں نرمی ہے، مہربانی ہے، ہمدردی ہے، ناز برداری ہے اور سچی محبت ہے۔حضرت عائشہ کی شادی کم عمری میں ہوئی تھی وہ بیان کرتی ہیں کہ (شادی کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس (جانے کے بعد بھی) میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔جب رسول اللہ ﷺ (گھر میں) تشریف لاتے تو وہ (کھیل چھوڑ کر) چھپ جاتیں تو رسول اللہ ﷺ انہیں میرے پاس بھیج دیتے (تاکہ میں ان کے ساتھ کھیلوں) وہ (پھر) میرے ساتھ کھیلنے لگتیں۔(بخاری و مسلم) کسی سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ کا دوڑ میں مقابلہ ہوا تو حضرت عائشہ جیت گئیں پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد حضرت عائشہ کا جسم نسبتا بھاری ہوگیا تو ایک دفعہ پھر رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ کا مقابلہ ہوا اور اس دفعہ رسول اللہ ﷺ جیت گئے اور فرمایا کہ تمہاری اس جیت کا جواب ہے۔(ابوداؤد۔حضرت عائشہ)

جسمانی رابطہ راز ہے: ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالی کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی سے لطف اندوز ہوتا ہے اور وہ اس سے لطف اندوز ہو کر اس کا راز افشا کردیتا ہے۔ (مسلم۔ابوداؤد)

نوٹ۔شرم وحیا کا یہ تقاضا ہے کہ شوہر اس راز کو زندگی ہی میں رکھے اور وہ آدمی قیامت کے دن بدترین انسان قرار پائے گا جو

1۔لوگوں کو اس راز کی تفصیل سے آگاہ کرے۔ 2۔بیوی کی کسی کمزوری یا عیب کا انکشاف کرے۔

3۔اس کی ایسی خوبی کا ذکر کرے جس کا مخفی رکھنا بہت ضروری ہو۔

ایک دوسری روایت میں اس "راز" کو بہت بڑی امانت قرار دیا گیا ہے۔بہت بڑا خائن اور بے شرم ہے وہ شوہر جو لوگوں کو بیوی سے جنسی تعلق کی روداد سناتا ہے یا ان کو اس کے عیب یا خوبی سے آگاہ کرتا پھرتا ہے۔اسی طرح اس بیوی کے بے حیا اور بدترین ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے جو سہیلیوں کو شوہر کے جنسی عمل کی تفصیل سناتی ہے یا اس کی کمزوری یا خوبی کا اشتہار دیتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت کسی عورت کا نقشہ نہ کھینچے کہ اس کا حلیہ اپنے شوہر کے سامنے ایسے بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

شوہر کا فرض اور بیوی بچوں کا حق: ۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور وہ (قیامت کے دن) ان کے بارے میں (اللہ کے ہاں) جوابدہ ہے۔بیوی اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے اس سے ان کے متعلق بازپرس ہوگی۔

نوٹ۔یوں تو ہر آدمی کو دنیا میں ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے جس کے نتیجہ میں وہ آخرت کی رسوائی اور عذاب سے بچ جائے کیونکہ وہاں نجات صرف اسی شخص

کے لیے ہے جو دنیا کے مطابق زندگی بسر کرتا رہا ہے۔

یہ تصور بالکل غلط ہے کہ مرد صرف اپنے بال بچوں کی معاش کا کفیل ہے اوران کی نیکی اور برائی سے اس کو کوئی واسطہ نہیں شوہر کا یہ فرض (اور بیوی بچوں کا یہ حق) ہے کہ وہ خود بھی دین پر عمل کرے اور بیوی اور بچوں سے بھی کرائے۔ اگر وہ اپنے بال بچوں کو نیکی کی راہ پر نہیں لگاتا یا ان کی اصلاح اور تربیت کی طرف توجہ نہیں کرتا تو وہ اللہ کے ہاں مواخذہ سے نہیں بچ سکے گا۔ جو شخص استطاعت کے باوجود اپنے بال بچوں کو مسلم (اللہ کا فرمانبردار اور مطیع) نہیں بناتا وہ چاہے ذاتی طور پر کتنا ہی صالح کیوں نہ ہو وہ خدا کے ہاں جوابدہ ہے لیکن اگر کوشش کے باوجود اس کی بیوی بچوں نے اس کی دعوت اصلاح کو مسترد کر دیا ہو تو پھر وہ بری الذمہ ہے۔

عدل:۔ عورت کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے معاملے میں عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔ عورت کے ساتھ بے انصافی کرنے کی کئی شکلیں ہیں مگر ان میں شدید ترین غالباً یہی ہے کہ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان میں سے کسی ایک کی طرف بہت زیادہ توجہ ہو اور دوسری کو نظر انداز کیا جائے گویا اس کا کوئی وجود ہی نہیں۔ اسلام میں اس معاملے میں شدید تنبیہ آتی ہے اور سختی سے حکم دیا گیا ہے کہ سب بیویوں سے یکساں سلوک کیا جائے۔

کفالت کا مسئلہ ہو یا حفاظت کا یا پاس رہنے کا یا کسی اور امر کا جس کا ازدواجی زندگی سے تعلق ہو سب کے بارے میں یہی ہدایت دی گئی ہے کہ سب بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک رکھا جائے البتہ دل پر چونکہ انسان کو اختیار حاصل نہیں ہوتا اس لیے اگر شوہر کے دل میں کسی ایک بیوی کی محبت دوسری کی نسبت زیادہ ہو تو اس میں اسے معذور سمجھا جائے گا تاہم یہ رخصت صرف دل کے جذبات تک کے لیے ہے جہاں تک ظاہری سلوک کا تعلق ہے شوہر کے لیے لازم ہے کہ جس بیوی سے کم محبت ہے اس سے بھی ویسا ہی سلوک کرے جیسا اس بیوی سے کرتا ہے جس سے زیادہ محبت ہے۔

عدل نہ کرنے کی سزا:۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ دونوں میں ایک کی طرف جھکے اور اس کے حقوق ادا کرے اور اس کے مقابلے میں دوسری کے حقوق ادا نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ علیحدہ ہوگا۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ:۔ رسول اللہ ﷺ امہات المومنین کے درمیان پورے پورے عدل سے کام لیتے تھے آپ ﷺ کا طریقہ تھا کہ باری باری ہر ام المومنین کے پاس رہتے تھے پھر جب آپ ﷺ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو آخری ایام آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کے گھر میں گذارے مگر اس کے لیے آپ ﷺ نے باقی امہات المومنین سے اجازت مانگی تھی جو انہوں نے دے دی تھی۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی کے درمیان باری اور دوسرے تمام حقوق میں پورا عدل و انصاف برتتے اور یہ دعا کرتے

''اے میرے اللہ! یہ منصفانہ تقسیم تو میرے بس کی بات ہے مگر دل کی محبت میرے اختیار میں نہیں اس لیے اگر کسی بیوی سے زیادہ تعلق خاطر رکھتا ہوں تو مجھ سے اس پر مواخذہ نہ کیجیے''۔

نوٹ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو نان و نفقہ خوراک و پوشاک اور دوسرے معاملات میں پورے انصاف سے کام لینا چاہیے البتہ اگر کسی بیوی کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہے اور اس میلان کا کوئی اثر عادلانہ تقسیم پر نہیں ہوتا تو قیامت کے دن اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر:۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جسے تو اللہ کے راستہ میں خرچ کرے اور ایک دینار وہ ہے جسے تو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرے ان سب صورتوں میں زیادہ اجر کا باعث وہ دینار ہے جو تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔ (مسلم)

حق خلع:۔ شوہر اور بیوی کی باہمی علیحدگی کی دو شکلیں ہیں ایک یہ کہ شوہر بیوی کو طلاق دے دے اور دوسری یہ کہ بیوی خود مطالبہ کرے اور شوہر کو کچھ مال دے کر نکاح ختم کروائے جسے خلع کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

الا ان یخا ما الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھا فیھما افتدت بہ.

ترجمہ۔اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں (یعنی شوہر اور بیوی) حدود الٰہی پر قائم نہیں رہیں گے تو ان دونوں کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرے"۔(البقرہ۔۲۲۹)

تشریح: اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے اس درجہ نفرت کرتی ہو کہ وہ شوہر کے حقوق ادا نہ کر سکی ہو جو ایک مسلمان بیوی کی حیثیت سے اسے ادا کرنے چاہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے یہ راہ نجات رکھی ہوتی ہے کہ وہ خلع کے ذریعے اس خاوند سے علیحدگی حاصل کرے۔موطا امام مالک میں ایک روایت بیان ہوتی ہے کہ ایک صحابیہ حضرت حبیبہ بنت سہیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ اپنے شوہر ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن قیس سے علیحدہ ہونا چاہتی تھی۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس کا وہ مال جو انہوں نے حضرت حبیبہ کو دے رکھا تھا۔انہیں واپس دلا دیا اور حضرت حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خلع حاصل ہو گیا۔

میراث: جس طرح شوہر بیوی کے ترکہ میں حصہ پاتا ہے۔اسی طرح بیوی کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ شوہر کے ترکہ میں حصہ لے۔اس معاملہ میں شرعی اصول یہ ہے کہ متوفی شوہر صاحب اولاد ہو تو بیوی اس کے ترکہ کے آٹھویں حصہ کی حقدار ہوگی اور اگر وہ بے اولاد وفات پا جائے تو پھر بیوی کو ترکہ کا چوتھا حصہ ملے گا۔

کامیاب ترین خاتون: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس عورت کی وفات کے وقت اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنت میں جائے گی۔" (ترمذی)

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** July 2013 Reg.No. C.P.L.169

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جل جلالہ یا رب العلمین

علیک الصلوٰۃ والسلام یا رحمۃ للعلمین

حضور پُرنور سرکار رحمۃ للعلمین ﷺ کے غلاموں سے

رمضان المبارک کے پرمسرت موقع پر

اپیل ہے کہ زکوٰۃ، صدقہ و خیرات

زیرِ تعمیر

نقشِ لاثانی اسلامک یونیورسٹی

و

جامعہ انوارِ لاثانی للبنات کو عنایت فرمائیں

برائے رابطہ
0300-7764560, 03007766223,03007770633,
0301-6898650,0300-7123402-0542-451997

منجانب **شیران اسلام پاکستان**